مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ۲ جون چار بجے کی ٹرین سے شملہ روانہ ہوئے۔ خدام کا کثیر مجمع حضور کو الوداع کہنے کے لئے سٹیشن پر جمع ہوگیا۔ حضور نے تمام احباب سے مصافحہ فرمایا۔ گاڑی اللہ اکبر کے نعروں میں روانہ ہوئی۔ حضور کے ہمراہ پرائیویٹ سکرٹری صاحب مع دفتری عملہ۔ ناظر صاحب امور خارجہ مع عملہ۔ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب اور مولانا محمد اسمعیل صاحب تشریف لے گئے ہیں حضرت ام المومنین اور حضرت خلیفۃ المسیح کے دو حرم بھی ساتھ ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے مقامی امیر مولانا شیر علی صاحب کو مقرر کیا۔ اور درس قرآن دینے کے لئے مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب کو ارشاد فرمایا:۔

حضرت قاضی سید امیر حسین صاحب بیمار ہیں۔ ان کی صحت و عافیت کے لئے دعا فرمائی جائے۔

مولوی فاضل کا امتحان دینے والے طلبار کی کامیابی کے لئے دعا کی جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک خاص حکم

اپنی جماعت کے لئے

میں بڑی تاکید سے اپنی جماعت کو جہاں کہیں وہ ہیں منع کرتا ہوں۔ کہ وہ کسی قسم کا مباحثہ، مقابلہ اور مجادلہ نہ کریں۔ اگر کہیں کسی کو کوئی درشت اور ناملائم بات سننے کا اتفاق ہو۔ تو اعراض کرے۔ میں بڑے وثوق اور سچے ایمان سے کہتا ہوں۔ کہ میں دیکھ رہا ہوں۔ کہ ہماری تائید میں آسمان پر خاص تیاری ہو رہی ہے۔ ہماری طرف سے ہر پہلو کے لحاظ سے لوگوں پر حجت پوری ہو چکی ہے۔ اس لئے اب خدا تعالیٰ نے اپنی طرف سے اس کارروائی کے کرنے کا ارادہ فرمایا ہے۔ جو وہ اپنی سنت قدیم کے موافق اتمام حجت کے بعد کیا کرتا ہے۔ مجھے خوف ہے۔ کہ اگر ہماری جماعت کے لوگ بد زبانیوں اور فضول بحثوں سے باز نہ آئیں گے۔ تو ایسا نہ ہو۔ کہ آسمانی کارروائی میں کوئی تاخیر اور روک پیدا ہو جائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی عادت ہے۔ کہ ہمیشہ اس کا عتاب ان لوگوں پر ہوتا ہے۔ جن پر اس کے فضل اور عنایات بے شمار ہوں۔ اور جنہیں وہ اپنے نشانات دکھا چکا ہوتا ہے۔ وہ ان لوگوں کی طرف کبھی متوجہ نہیں ہوتا۔ کہ انہیں عتاب یا خطاب یا ملامت کرے۔ جن کے خلاف اس کا آخری فیصلہ نافذ ہونا ہوتا ہے۔

چنانچہ ایک طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے۔ فاصبر کما صبر اولوالعزم ولا تستعجل لھم اور فرماتا ہے۔ ولا تکن کصاحب الحوت اور فان استطعت ان تبتغی نفقاً فی الارض الایۃ یہ محبت آمیز عتاب اس بات پر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت جلد فیصلہ کفار کے حق میں چاہتے تھے۔ مگر خدا تعالیٰ اپنے مصالح اور سنن کے لحاظ سے بڑے توقف اور حلم کے ساتھ کام کرتا ہے۔ لیکن آخر کار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کو ایسا کچلا اور پیسا۔ کہ ان کا نام و نشان مٹا دیا۔ اسی طرح پر ممکن ہے۔ کہ ہماری جماعت کے بعض لوگ طرح طرح کی گالیاں افترا پردازیاں اور بدزبانیاں خدا تعالیٰ کے سچے سلسلے کی نسبت سن کر اضطراب اور استعجال میں پڑیں۔ مگر انہیں خدا تعالیٰ کی اس سنت کو جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ برتی گئی۔ ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھنا چاہیئے۔ اس لئے میں پھر اور بار بار بتاکید حکم کرتا ہوں کہ جنگ و جدال کے مجموں تحریکوں اور تقریبوں سے کنارہ کشی کرو۔ اس لئے کہ جو کام تم کرنا چاہتے ہو۔ یعنی دشمنوں پر حجت پوری کرنا۔ وہ اب خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔

تمہارا کام اب یہ ہونا چاہیئے۔ کہ دعاؤں اور استغفار اور عبادت الٰہی اور تزکیہ و تصفیہ نفس میں مشغول ہو جاؤ۔ اس طرح اپنے تئیں مستحق بناؤ۔ خدا تعالیٰ کی ان عنایات اور توجہات کا جن کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔ اگرچہ خدا تعالےٰ کے میرے ساتھ بڑے بڑے وعدے اور پیشگوئیاں ہیں۔ جن کی نسبت یقین ہے کہ وہ پوری ہونگی۔ مگر تم خواہ نخواہ ان پر مغرور نہ ہو جاؤ۔ ہر قسم کے حسد۔ کینہ۔ بغض غیبت اور کبر اور رعونت اور فسق و فجور کی ظاہری اور باطنی راہوں اور کسل اور غفلت سے بچو اور خوب یاد رکھو۔ کہ انجام کار ہمیشہ متقیوں کا ہوتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ والعاقبۃ عند ربک للمتقین۔ اس لئے متقی بننے کی فکر کرو۔ (الحکم ۳۱ مئی ۱۹۰۳ء)

چندہ دے کر اپنا مال بڑھاؤ

اس فصل پر میں نے عہد کیا تھا۔ کہ جس وقت فصل برداشت ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ اسی وقت چندہ ادا کر دونگا۔ میں نے ۱۵ جون فصل کی آخری ڈھیری برداشت کر کے چندہ اور معاملہ ادا کرنے کے لئے تین روپیہ فی من کے نرخ سے غلہ فروخت کیا۔ میرے مالیہ داخل کرنے کی تاریخ ۱۸ جون تھی۔ پہلے تو میں نے خیال کیا اس تاریخ سرکاری رقم داخل کر کے چندہ ادا کر دونگا۔ مگر معاً میرے دل میں تحریک ہوئی۔ کہ اصل مالیہ تو چندہ ہے۔ جو سارے حاکموں کے حاکم کی طرف سے اس کے رسل کے ہاتھ پر دینے کا اقرار کیا گیا ہے۔ اور ساتھ ہی عہد کیا ہے۔ کہ دنیا پر دین کو مقدم کرونگا۔ پس پہلے دین کا مالیہ ادا کرنا چاہیئے۔ پھر دنیا کا۔ اور میرا مولا اس کے ادا کرنے کا خود سامان کر دیگا۔ کیونکہ اس کے ادا کرنے میں ابھی مشکلات باقی رہ گئی تھیں۔ چنانچہ میں نے ۱۵ جون کو ہی جس روز کہ غلہ فروخت کیا تھا۔ اپنا چندہ ایک سو چالیس روپے بھیجدیا۔ اس کے بعد مولا کریم نے ایسا فضل کیا۔ کہ ۱۸ جون کو جبکہ مالیہ ادا کرنا تھا مبلغ ۴۴۳ روپے کی اور رقم مل گئی۔ جس کا چندہ ۳۷ روپے اور دارالامان بھیجا گیا۔

میرے دوستو میرا یہ بار بار کا تجربہ ہے۔ کہ دین کی راہ میں خرچ کرنے سے دنیا کے کاموں میں سہولت پیدا ہو جاتی ہے۔ میں آپ کی ہمدردی کے لئے اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ میں احمدی ہوں۔ جھوٹ نہیں بولتا ہوں۔ نہ آپ کے چندے سے مجھے کوئی حصہ ملتا ہے محض آپ کی ہمدردی کے لئے عرض کرتا ہوں۔ کہ چندہ دے کر اپنے مالوں کو بڑھاؤ۔ یہ میرا تجربہ ہے۔ پس خدا تعالےٰ کے وعدوں پر اعتبار کرتے ہوئے چندہ دے کر اپنا مال بڑھاؤ۔ بالآخر گذارش ہے کہ میرے لئے دعا کی جائے۔ کہ اللہ تعالیٰ میرے گناہ معاف کرے اور مجھے نیک اولاد عطا کرے ٭ خاکسار نور الدین احمدی ذیلدار۔ ضلع منٹگمری۔

حصہ وصیت کی ادائیگی

صدر انجمن کو موصی کی وفات کے بعد حصول جائداد کے لئے جو مشکلات پیش آتی ہیں۔ ان سے بچنے کے لئے یہ مناسب ہے۔ کہ موصی اپنی وصیت کا حصہ اپنی زندگی میں ادا کردیں۔ علاوہ ازیں سلسلہ احمدیہ کی مالی حالت کو مضبوط کرنے کے لئے بھی ضروری ہے۔ کہ وصیتوں کا روپیہ ادا کر دیا جائے۔ جو احباب یکمشت ادا نہیں کر سکتے۔ وہ باقساط ادا کر سکتے ہیں۔ جن موصیوں نے اپنی اپنی وصیت کا کل روپیہ یا اس کا کوئی جزو (حصہ جائداد) مئی ۱۹۳۰ء میں داخل فرمایا ہے۔ ان کے اسمائے گرامی شکریہ کے ساتھ شائع کئے جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ دوسرے موصی احباب کو بھی توفیق دے۔ کہ اپنی وصیت کا روپیہ اپنی زندگی میں ادا کر سکیں۔ تاکہ اشاعت اسلام کا جو کام اللہ تعالےٰ نے ہمارے ذریعہ جاری کیا ہے۔ وہ ترقی کرے۔

(۱) بابو محمد اسمٰعیل صاحب اسٹیشن ماسٹر کوٹ کپورا مالعہ/ جزو

(۲) مولوی عبید اللہ صاحب بسمل قادیان لعہ/

(۳) حکیم محمد عبد اللہ صاحب ماچھیواڑہ ہے/ جزو

(۴) میاں امیر دین صاحب دار الفضل قادیان لعہ

سیکرٹری مقبرہ بہشتی

دین کو دنیا پر مقدم کرنیکا عملی ثبوت

مندرجہ ذیل احباب نے ماہ مئی ۱۹۳۰ء میں وصیت کر کے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عملی ثبوت دیا ہے۔

(۱) چوہدری محمد اسمٰعیل خاں صاحب راجپوت ساکن بنگہ ضلع جالندھر

(۲) حکیم عمر الدین صاحب ٹھیکہ دار ساکن بنگہ " "

(۳) مولوی عبید اللہ صاحب بسمل ساکن قادیان۔

(۴) حسینہ بیگم صاحبہ زوجہ مولوی عبید اللہ صاحب بسمل ساکن قادیان

(۵) غوث بی بی زوجہ میاں محمود ساکن جیین غانوالی ضلع لاہور

(۶) رشیدہ اختر المعروف رحیم بی بی زوجہ خواجہ محمد شریف صاحب کنجاہ ضلع گجرات

(۷) فدا حسین خاں صاحب افغان ساکن شاہجہان پور

(۸) پیر محمد عبد اللہ صاحب قریشی ساکن گولیکے ضلع گجرات

(۹) پیر بشیر احمد صاحب قریشی ساکن گولیکے ضلع گجرات

(۱۰) کالو شاہ صاحب شیخ ساکن بنگہ ضلع جالندھر

(۱۱) صوفیہ خانم صاحبہ زوجہ ماسٹر نذیر احمد صاحب رحمانی ساکن قادیان

(۱۲) بھاگ بھری صاحبہ ساکن بنگل باغبانان ضلع گورداسپور

سیکرٹری مجلس کارپرداز مصالح قبرستان۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا پتہ

شملہ میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا پتہ خط و کتابت کے لئے حسب ذیل ہوگا ٭

"جموں کاسل۔ شملہ"

Jammu Castle
Simla

قبولیت دعا

خاکسار ۱۹۲۷ء میں جب حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوا۔ بٹالہ میں میری سخت مخالفت شروع ہو گئی۔ حتیٰ کہ والدین نے اس حد تک تکالیف دینی شروع کیں۔ کہ جس برتن میں ہم میاں بیوی کھاتے پیتے۔ اسے گرم پانی اور آگ سے صاف کرتے۔ خاکسار نے تنگ آ کر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کے حضور یہ واقعہ لکھا۔ اور دعا کے لئے عرض کی۔ حضور نے دعا کی۔ اور فرمایا۔ میں نے دعا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی سب تکالیف رفع کر دے گا۔ اور آپ کی ان پر فتح ہوگی۔ سو الحمد للہ اللہ تعالےٰ نے حضور کی دعا منظور فرمائی۔ اور اس کے فضل سے میری والدہ اور میرے بھائی جو بہت مخالف تھے۔ احمدیت میں داخل ہو گئے۔ اور عین اس وقت احمدیت میں داخل ہوئے جبکہ بٹالہ میں مخالفت کا بڑا زور ہے ٭

عاجز محمد علی بٹالوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
نمبر ۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۵ جولائی ۱۹۳۰ء | جلد ۱۸

اگر دنیا اور آخرت میں سربلندی چاہتے ہو
تو
خلیفۂ وقت کے سامنے دل و جان سے جھکو

ترقی کا اسلامی گر

اسلام نے قوم کی مضبوطی اور ترقی کے لئے جو گر پیش کیا ہے۔ اور جس پر کاربند رہنے کے لئے مسلمانوں کو بے حد تاکید ہے۔ وہ ایسا کامیاب اور اس قدر بے خطا گر ہے۔ کہ دنیا خواہ کتنی ترقی کر جائے۔ اس سے بڑھکر گر پیش نہیں کر سکتی۔ اس وقت دنیا میں جمہوریت کا دور دورہ ہے۔ جس کا یہ مفہوم لیا جاتا ہے۔ کہ قوم اور ملک کے ساتھ تعلق رکھنے والے تمام معاملات میں کسی فرد واحد کو اپنی رائے اور اپنے فیصلہ پر دوسروں کو چلانے کا حق نہیں ہے۔ بلکہ ساری قوم کے چیدہ اشخاص ملکر متفقہ طور پر یا کثرت رائے سے جو فیصلہ کریں۔ وہ قوم کے لئے قابل عمل ہونا چاہئے۔ اسلام نے ساری قوم کی عنان ایک ہاتھ میں دیکر یہ تو رکھا ہے۔ کہ جہاں تک ممکن ہو۔ قوم کے اہل الرائے اصحاب سے اہم امور میں مشورہ لے لیا جائے۔ اور اس طرح اہم امور کے سب پہلوؤں پر غور کر لیا جائے۔ لیکن فیصلہ کرنے کا اختیار اسی انسان کے لئے رکھا ہے جس کے ہاتھ پر سب کو جمع ہونے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ وشاورھم فی الامر فاذا عزمت فتوکل علی اللہ (۳-۱۵۳)

اگرچہ اس آیت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کیا گیا ہے۔ لیکن صاف ظاہر ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وہ وجود جنہیں مسلمانوں کو ایک سلک میں منسلک رکھنے کے لئے خدا تعالیٰ نے کھڑا کیا۔ وہ بھی مخاطب ہیں۔ کیونکہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں رنگین اور آپ کے جانشین ہونے کی وجہ سے اس بات کے ذمہ وار تھے۔ کہ مسلمانوں کی قوت اور شوکت۔ اتحاد اور اتفاق کو نہ صرف قائم رکھیں۔ بلکہ اسے ترقی دیں۔ اور اس کی یہی صورت تھی۔ کہ ان کے فیصلوں کے سامنے سب کے سر جھک جائیں۔ اور سب کے سب یکجان ہو کر مہمات کو سر کریں۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جب تک خلافت قائم رہی۔ یہی طریق عمل جاری رہا۔ اور جب خلافت مٹ گئی۔ تو مسلمان بھی فتن اور فسادات کے آماجگاہ بن گئے۔ اور نہ صرف اسلام کے مغز اور اس کی روح سے محروم ہو گئے۔ بلکہ دنیوی لحاظ سے بھی ذلت اور نکبت کے انتہائی درجہ پر پہنچ گئے۔

بعثت مسیح موعود

آخر جب مسلمانوں کی بے کسی اور بے بسی ان کا ماتم کرنے لگی۔ تباہی و بربادی ان پر نوحہ خوان ہو گئی۔ ذلت و ادبار نے انہیں کلیۃً گھیر لیا۔ اور وہ پوری طرح تشتت اور تفرقہ کا شکار ہو چکے۔ تو خدا تعالیٰ نے انہیں ایک مرکز پر جمع کر کے ترقی کرنے کے قابل بنانے کے لئے اپنے برگزیدہ اور نبیوں کے موعود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث کیا۔ آپ نے وہی وحدت کی روح پھونکی۔ جو تمام مرسل پھونکتے رہے ہیں۔ اور آپ نے اسی طرح ایک جماعت قائم کی جس طرح گذشتہ انبیاء قائم کرتے رہے ہیں۔

خلافت احمدیہ

آپ کے وصال کے بعد خدا تعالیٰ نے اپنے اس وعدہ کے مطابق کہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم خلافت کا سلسلہ قائم کیا۔ اور اس طرح ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم کا نظارہ دکھایا۔

قیام امن

وہ لوگ جو دامن خلافت سے وابستہ ہونے کی سعادت رکھتے ہیں ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا کی منہ بولتی تصویریں ہیں۔ وہ بتا سکتے ہیں۔ کہ کس طرح ان پر خوف و غم کی گھٹائیں امڈ امڈ کر آتی ہیں۔ اور پھر خلافت کی برکت سے کیونکر آن کی آن میں اڑ جاتی ہیں۔ دنیا ان کی دشمنی اور عداوت میں اندھی ہو رہی ہے۔ اور جو کچھ ان کے خلاف کر سکتی ہے۔ کر رہی ہے۔ لیکن آٹے میں نمک سے بھی کم ہوتے ہوئے ان کے دلوں کو ایسا اطمینان اور تسلی حاصل ہے۔ جو اور کسی کو میسر نہیں۔ وہ ایسے امن و امان میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ جو ناقابل تسخیر قلعہ میں محفوظ ہونیوالوں کو بھی نصیب نہیں محض اس لئے کہ وہ خلافت کے حصن حصین میں پناہ گزین ہیں۔ خدا تعالیٰ کا قائم کردہ خلیفہ ان کا محافظ اور راہبر ہے۔ کمزوروں کو طاقتور اور تھوڑوں کو غالب بنانے والی خلافت سے وہ وابستہ ہیں۔

جماعت احمدیہ کی زندگی کا مقصد

لیکن کیا ان کے لئے یہی کافی ہے۔ کہ وہ امن و امان کی زندگی بسر کرتے رہیں۔ اور دشمنوں کی شرارتیں اور ایذا رسانیاں ان کے اطمینان خاطر کو پراگندہ نہ کریں۔ نہیں قطعاً نہیں۔ بلکہ ان کی زندگی کا اصل مقصد و مدعا یہ ہے۔ کہ ساری دنیا پر چھا جائیں۔ اور سب کو اپنے رنگ میں رنگین کرنے کی کوشش کریں۔

اطاعت خلیفہ

لیکن اس میں اس وقت تک کامیابی نہیں ہو سکتی جب تک ہر ایک احمدی جس طرح بیعت کرتے ہوئے زبان سے اقرار کرتا ہے۔ کہ اس نے اپنی جان و مال اپنا علم و عقل غرضیکہ سب کچھ خلیفہ کے سپرد کر دیا۔ اسی طرح اپنی ایک ایک حرکت اور سکون سے اس کا ثبوت نہ دے۔ اور اپنی ہر ایک خواہش۔ ہر ایک آرزو۔ ہر ایک علمی بلند پروازی۔ ہر ایک ذوقی نکتہ نوازی اس ایک وجود کے منشاء کے ماتحت نہ کر دے۔ جسے وہ اپنا دینی و دنیوی راہنما تجویز کر چکا۔ اور جس کے قبضہ میں اپنی ہر ایک چیز دینے کا اقرار کر چکا ہے۔ جس قدر جلدی ہم اپنے اندر یہ قابلیت اور صلاحیت پیدا کر لیں گے۔ اور جس قدر زیادہ پیدا کر لیں گے۔ اسی قدر جلدی اور اتنا ہی زیادہ دنیا کو فتح کر سکیں گے۔

خودساختہ راہنما کی اطاعت

دیکھو اب تو ہندوستان پر ایسا زمانہ آگیا ہے۔ جبکہ وہ لوگ جو دن رات جمہوریت کے راگ گاتے اور رائے عامہ کو ہر قسم کے فیصلوں کا اختیار دیتے تھے۔ وہ بھی ایک آدمی کو اپنے سیاہ و سفید کا اختیار دے کر اپنے راہنما مقرر کر چکے اور اس کے ہر ایک حکم کی خواہ ان کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ خواہ انہیں نقصان رساں اور مضرت بخش ہی نظر آئے۔ تعمیل کرنا اپنا فرض قرار دے چکے ہیں۔ چنانچہ کانگرسیوں نے گاندھی جی کو یہ اختیارات دے کر ان کا نام ڈکٹیٹر رکھا۔ اب ان کے قائم مقام اسی درجہ پر سمجھے

جاتے ہیں۔ ان کے علاوہ مختلف صوبوں میں اسی قسم کے اختیارات کے لوگ مقرر ہیں۔

سکھوں کا ڈکٹیٹر

حال میں سکھوں نے بھی اعلان کیا ہے۔ کہ پنتھ نے سردار کھڑک سنگھ صاحب کو اپنا ڈکٹیٹر مقرر کیا ہے۔ اور ان کے ذریعہ سکھوں کی دو پارٹیوں میں اتحاد ہوا ہے۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"سردار کھڑک سنگھ صاحب کا وجود غنیمت ہے۔ ان کی بلند ترین شخصیت۔ ان کا عظیم اثر و رسوخ اور ہر دلعزیزی ایک خزانہ ہے۔ جس سے قوم کو عظیم الشان فوائد حاصل ہو سکتے ہیں۔ یہ اتحاد بجائے خود ایک شاندار پھل ہے سردار کھڑک سنگھ صاحب کی عظیم شخصیت کا۔ جو کروڑوں روپیہ کے صرف پر بھی حاصل نہ ہو سکتا تھا"۔ (شیر پنجاب ۲۲۔ جون)

خدا کے قائم کردہ خلیفہ کی اطاعت

غور کیجئے۔ جبکہ دوسری اقوام خود اپنے میں سے ایک شخص کو اپنا رہنما تجویز کر کے اس کی ہر ایک بات کے سامنے بلا چون و چرا سر تسلیم خم کر رہی۔ اسے اپنے متعلق کلی اختیارات دے رہی۔ اور اس کے ہر قول کا اپنے آپ کو پابند بنا رہی ہیں۔ تو وہ جماعت جس کا رہنما خدا تعالیٰ کی طرف سے بنایا گیا۔ جس کا امام علم و فضل۔ تقویٰ و طہارت میں سب سے بلند مرتبہ رکھتا ہے۔ اسے کس قدر اطاعت اور فرمانبرداری کرنی چاہیئے۔ اسے تو ایک ایک سانس سے اس امر کا ثبوت دینا چاہیئے۔ کہ یہ محض اپنے امام کی اطاعت اور رضا جوئی کے لئے چل رہا ہے۔ ورنہ اس کا بند ہو جانا اچھا ہے۔

اطاعت کے بغیر ہم کیا ہیں

ہمارے علوم۔ ہماری قابلیتیں۔ ہمارے اموال۔ اور ہمارے اخر باجتی کہ ہماری جان بھی اس وجود کے مقابلہ میں کیا حقیقت رکھتی ہے۔ جسے خدا تعالیٰ نے دنیا کی رہنمائی کے لئے کھڑا کیا۔ اور ہم اگر اس کے ارشادات۔ اس کے اشارات اس کے خیالات کے ماتحت اس طرح نہیں چلتے جس طرح دل کے ماتحت نبض چلتی ہے۔ تو ہم قطعاً بے کار اور محض لاشے ہیں۔ ہم نہ صرف دنیا کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ بلکہ دنیا کے لئے سخت مضر اور نقصان رساں ہیں۔ ہمیں اپنے آپ کو اطاعت شعاری اور فرمان پذیری کا کامل نمونہ بنانا چاہیئے۔ اور اپنے آپ کو اپنے امام کے وجود میں بالکل ملا دینا چاہیئے۔ جب ہم اس درجہ پر پہنچ جائیں گے۔ تو خدا تعالیٰ کی خاص نصرتوں کے دروازے ہمارے لئے کھولے جائیں گے۔ اور ہر رنگ کی کامیابیاں ہمارا استقبال کرنے کے لئے موجود ہونگی۔

خدا تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو ایسا ہی بننے کی توفیق بخشے۔

کانگرس کے صدر اور سکرٹری کی گرفتاری

ایسی صورت میں جبکہ کانگرس کے کارکن متعدد مقامات پر تشدد کے مرتکب ہو چکے۔ اپنے خلاف رائے رکھنے والوں کو مصائب اور مشکلات میں مبتلا کر رہے۔ عوام میں دہشت اور خوف پیدا کر رہے۔ لوگوں کے کاروبار تباہ کر کے انہیں بھوکے مرنے پر مجبور کر رہے ہیں۔ آل انڈیا کانگرس کو چاہیئے تھا۔ کہ گورنمنٹ کے لئے نہیں۔ تو اپنے ہموطنوں کی خاطر ہی قانون شکنی کی تحریک کو روک دیتی۔ اور ملک میں فتنہ و فساد کی جو آگ اس کی وجہ سے بھڑک رہی ہے۔ اس پر پانی ڈالتی۔ لیکن بجائے اس کے کانگرس روز بروز زیادہ فساد انگیز احکام نافذ کر کے شورش پھیلاتی رہی۔ اس کا لازمی نتیجہ یہی ہو سکتا تھا۔ کہ گورنمنٹ بھی اس کے متعلق انتہائی قدم اٹھاتی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور پنڈت موتی لال نہرو ڈکٹیٹر و صدر اور ڈاکٹر سید محمود سیکرٹری آل انڈیا کانگرس کمیٹی گرفتار کر لئے گئے۔ اور کانگرس کی ورکنگ کمیٹی کو خلاف قانون جماعت قرار دے دیا گیا۔

اگرچہ ہمارے نزدیک گرفتاریاں موجودہ شورش کے دور کرنے کے لئے کوئی موثر چیز نہیں۔ بلکہ ان سے عوام میں اور زیادہ اشتعال پیدا ہوتا ہے۔ لیکن جن لوگوں کی تمام سرگرمیوں کی غرض ہی یہ ہو۔ کہ گورنمنٹ کو اپنی گرفتاری کے لئے مجبور کر دیں۔ ان کے متعلق اور کیا کیا جا سکتا ہے۔

ناظم جمعیتہ العلماء کی کانگرس سے شیفتگی

ناظم صاحب جمعیتہ العلماء ہند پر بمبئی میں بقول ان کے جو حملہ اس لئے ہوا۔ کہ وہ مسلمانوں کو کانگرس کی موجودہ تحریک میں شریک کرنے کے لئے پے بہ پے پرزور وعظ کر رہے تھے۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں۔

"اگر حملہ آور اپنے ارادہ میں کامیاب ہو جاتے۔ اور خدا کو یہی منظور ہوتا۔ تب بھی مجھے کوئی افسوس نہ ہوتا۔ اور میں سمجھ لیتا۔ کہ میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا"۔ الجمعیتہ (۲۴ جون)

ان الفاظ میں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے وارثوں کی جمعیتہ کے ناظم صاحب نے اپنی زندگی کے مقصد کا ذکر کیا ہے۔ یعنی کانگرس کا پروپیگنڈا کرتے ہوئے مارا جانا۔ آگے اس کی اہمیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"میرا راستہ دشوار گذار و سنگلاخ ہے۔ اس راستہ میں سب وشتم اور جیلخانہ تو ابتدائی منزل ہے۔ پولیس کی لاٹھیاں اور بدمعاشوں کے حملے اس راہ کے لئے لازمی ہیں ؎

جس کو ہو جان و دل عزیز اس کی گلی میں جائے کیوں

میں نے جو راستہ اختیار کیا ہے۔ وہ یقیناً سخت ہے۔ اور بہت سخت ہے۔ اس راستہ میں نامعلوم کتنے عزت داروں کی تذلیل مخفی ہے۔ اور کتنے دولتمندوں کی فقیری مضمر ہے لیکن اگر مسلمان اس دشوار گذار راستے پر چلنے کے عادی ہو گئے۔ تو ان کی اولاد اور اولاد کی اولاد مجھے دعائیں دے گی۔ اور میری قبر پر عقیدت مندی کے پھول چڑھایا کرے گی"۔

جس چیز کو انسان اپنی زندگی کا مقصد قرار دے لے۔ اس کے لئے ایسی ہی عزیمت اور شیفتگی کی ضرورت ہے۔ اور اس لحاظ سے ہمیں اس کے متعلق کوئی شکوہ نہیں۔ ہاں یہ بات ضرور قابل توجہ ہے۔ کہ جن لوگوں کا ناظم جو اپنے آپ کو اسلام کے ستون قرار دیتے اور یہ سمجھتے ہیں۔ کہ اسلام کا نام ان کے دم سے ہی زندہ ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ان ہی کے ذریعے قائم ہے۔ کانگرس کے متعلق ایسی عقیدت اور اتنے اخلاص کا اظہار کر رہا ہے۔ جس کا عشر عشیر بھی کبھی اسلام کے متعلق اس نے نہیں کیا۔ ایسی صورت میں کیا یہ مناسب نہیں۔ کہ جمعیتہ العلماء کو کانگرس پر قربان کر دیا جائے۔ اور یہ لوگ علماء کہلانا ترک کر دیں۔

ہمارے نزدیک اپنے خیال اور رائے کے مطابق سیاسیات میں حصہ لینا منع نہیں لیکن علماء کہلانیوالوں کا اسلام کو کس مپرسی کی حالت میں چھوڑ کر بلکیتہ کانگرس کا ہو جانا۔ اور اس پر قربان ہونا اپنا مقصد بنا لینا علماء کی شان کے شایان نہیں۔

پنجاب یونیورسٹی کے ایک ممتحن کی قابلیت

پنجاب یونیورسٹی کے ممتحنین کے تقرر کے بارے میں پبلک خصوصاً مسلمانوں کے شکوک و شبہات قوی ہوتے جا رہے ہیں۔ اور یہ حقیقت پوری وضاحت سے الم نشرح ہو رہی ہے۔ کہ اس تقرر میں لیاقت و قابلیت کی بجائے کئی اور خصوصیات مد نظر رکھی جاتی ہیں۔ کیونکہ ممتحنین کی طرف سے بعض ایسے امور ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ جو ان کی ہمہ دانی کا پول بہت بری طرح کھول کر رکھ دیتے ہیں۔ معاصر "سیاست" کئی روز سے ایک ممتحن صاحب کے پرچۂ امتحان سے آپ کی قابلیت اور عام معلومات کے اسناد پیش کر رہا ہے۔ جو نہایت ہی مضحکہ خیز ہیں۔ مثلاً آپ فرماتے ہیں۔

"ہر روز صبح سویرے غسل کرنا چاہیئے۔ چیچک طاعون کا نام ہے۔ جس سے تپ محرقہ بھی ہو جاتا ہے۔ اس بیماری کے مرض میں اسہال زور کے آتے ہیں۔ خوراک کھانے سے ہاضم ہوتی ہے"

یہ قابلیت ہے۔ اس شخص کی جسے پنجاب یونیورسٹی نے مڈل فائنل کا امتحان لینے کے لئے مقرر کیا۔ حالانکہ اس کے لئے موزوں ترین جگہ کسی پرائمری سکول کے طلبہ کے درمیان ہو سکتی ہے۔ جہاں

ایک پادری صاحب کے اعتراضات کے جوابات

(گذشتہ سے پیوستہ)

حضرت مسیح موعود اور دعویٰ الوہیت

اعتراض نمبر ۱۰:- براہین احمدیہ وغیرہ سے ظاہر ہے۔ کہ مرزا صاحب کہیں خدا بنتے ہیں۔ کہیں کچھ اور۔ نیز مسیح کے نزول باجلال فرمانے کے قائل ہیں۔

جواب:- تعجب ہے۔ پادری صاحب ایسے مسیح کو جن پر یہودی نہایت ناپاک الزام لگاتے رہے۔ اور جو صرف اسرائیلی بھیڑوں کے لئے بطور گلہ بان کے آئے تھے اسے تو خدا اور خدا کا بیٹا تسلیم کرنے میں مضائقہ نہ کریں۔ لیکن مسیح محمدی جو حضرت مسیح کی دوبارہ اور جلالی آمد کا مصداق ہے۔ اور سب دنیا کے لئے بطور گلہ بان کے آیا۔ اور حضرت مسیح کے دشمنوں کے اتہامات اور بہتانات سے بھی اس کا دامن مبرا اور پاک رہا۔ اور حضرت مسیح کے بالمقابل خوارق اور معجزات دکھانے میں بھی اس نے وہ شان دکھائی کہ مسیح اسرائیلی کو اس مسیح محمدی کے سامنے کوئی نسبت ہی نہیں۔ حقیقۃ الوحی اور ایسا ہی آپ کی دوسری کتب میں بیان کردہ معجزات اور نشانات کا مطالعہ کر کے پادری صاحب خود موازنہ کر سکتے ہیں۔ پس مسیح محمدی بایں شان و عظمت اگر بقول پادری صاحب خدا بنتے ہیں۔ تو پادری صاحب کو اس پر کیوں اعتراض ہے۔ اس پر اعتراض تو مسلمانوں کو ہو سکتا ہے۔ جو نہ مسیح کو پہلی آمد کے لحاظ سے خدا سمجھتے ہیں۔ نہ دوسری آمد کے لحاظ سے۔ بلکہ صرف خدا کا نبی اور رسول مانتے ہیں۔ لیکن پادری صاحب تو انکو خدا اور خدا کا بیٹا تسلیم کرتے ہیں۔ اور ان کے اعتقاد میں یہ بات درست معلوم ہوتی ہے۔ کہ عورت کے پیٹ سے پیدا شدہ انسان بھی دنیا میں خدا اور خدا کا بیٹا ہو سکتا ہے۔ اور ایسے اوصاف حمیدہ کے ساتھ پادری صاحب کو ایسے انسان کے خدا اور خدا کا بیٹا ماننے میں کچھ بھی مضائقہ نہیں۔ تو سیدنا حضرت مرزا صاحب کے متعلق انہیں کیوں مضائقہ ہوا۔ پھر عجیب بات یہ کہ مسیح انجیل میں اپنے تئیں کہیں خدا کا بیٹا بتاتے ہیں۔ تو کہیں ابن آدم اور ابن داؤد اور کہیں کچھ۔ معلوم نہیں کہ مسیح نے ایسا کیوں کیا۔ پادری صاحب اس کے جواب سے ہمارے جواب کا موازنہ کر سکتے ہیں۔

مجاز اور استعارہ کا کلام

بات اصل میں یہ ہے۔ کہ کتب الہٰیہ میں قدسی زبان کے محاورات میں متشابہات کے رنگ میں مجازات اور استعارات کے طور پر بھی کلام کا استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح کی طرح بائیبل میں یعقوب علیہ السلام کی نسبت بھی بیٹے کا لفظ استعمال ہوا۔ اور حلیم اور صلح اور آشتی کے ساتھ زندگی بسر کرنے والوں کو بھی انجیل میں خدا کا فرزند کہا گیا۔ بلکہ تورات کی تعلیم کے حاملوں اور محافظوں کے حق میں تو خدا کا لفظ بھی استعمال کیا گیا۔ سو حقیقت میں نہ وہ خدا ہیں نہ مسیح خدا کا بیٹا۔ بلکہ ان متشابہات کی حقیقی اور صحیح تاویل توحید کے معنوں میں ہے۔ اور اسی توحید کے معنوں میں قرآن کریم میں ارشاد ہوا ہے۔ کہ فاذکروا اللہ کذکرکم اباءکم او اشد ذکرا یعنے خدا کو اپنے باپوں کی طرح یاد کرو۔ بلکہ اس سے بھی بڑھکر۔ اس آیت میں یہ فرمانا۔ کہ خدا کو باپوں کی طرح یاد کرو۔ یہ ان معنوں میں فرمایا۔ کہ باپ کے سوا دوسرے رشتوں میں کثرت باعث توہین و ہتک نہیں ہوتی۔ مثلاً پادری صاحب سے پوچھا جائے۔ کہ آپ کے بھائی۔ چچے۔ ماموں کتنے ہیں۔ اور وہ تین چار یا پانچ بتائیں۔ تو یہ کثرت ان کے لئے موجب فخر و مباہات ہو سکتی ہے کہ اتنے بھائی اور چچے اور ماموں رکھتے ہیں۔ لیکن جب باپ کے متعلق سوال ہوگا۔ تو دو تین یا چار پانچ کے عدد کے اظہار سے وہ اپنے لئے اور اپنی والدہ کے لئے باپ کے ایک سے زیادہ تعداد میں پائے جانے کو باعث ہتک اور گندی گال سمجھیں گے۔ اور باپ کے متعلق توحید کے عقیدہ کو اپنے لئے باعث عزت و فخر سمجھینگے۔ پس خدا کا یہ فرمانا۔ کہ مجھے آبا کی طرح یاد کرو۔ اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ مجھے باپوں کی طرح ایک اور واحد لاشریک سمجھو۔ اور جس طرح آبا کے لئے تم موحد ہو نہ مشرک۔ اسی طرح میرے لئے بھی موحد بنو نہ مشرک۔ اور چونکہ بیٹا اپنے باپ کا موحد ہوتا ہے نہ مشرک۔ اس لئے قدسی زبان کے محاورات میں خدا نے انسانی رشتوں میں سے توحید کا سبق پیش کر کے اپنے موحد بندوں کو اپنا بیٹا قرار دیا۔ جس کا یہ مطلب ہے۔ کہ موحد بندے مجھے ایک مانتے ہیں جس طرح بیٹا اپنے باپ کو صرف ایک مانتا ہے۔ انہی معنوں میں سیدنا حضرت مرزا صاحب کو یہ الہام اور وحی ہوئی کہ انت منی بمنزلۃ ولدی اور انت منی بمنزلۃ اولادی۔ یعنے تو مجھ سے بمنزلہ میرے بیٹوں کے ہے۔ یعنی وہ سب رسول اور نبی جو وقتاً فوقتاً میری توحید کے لئے آتے رہے آج ان سب موحدوں کے قائم مقام تو ہے۔ چنانچہ محکمات کے طور پر اسی مطلب کو الہام جری اللہ فی حلل الانبیاء میں پیش کیا گیا۔ یعنی یہ کہ مسیح موعود کو تمام نبیوں کے حلوں میں بھیجا گیا۔ پس ان معنوں کے لحاظ سے ابن اللہ ہونا دینی نقطہ نگاہ سے ایک خوبی کی بات ہے نہ قابل اعتراض۔ ہاں عیسائیوں کا ابن اللہ کو توحید کے معنوں کے خلاف مشرکانہ خیال کے ساتھ تسلیم کرنا اور مسیح کو بھی ابن اللہ ماننا بے شک توحید کے خلاف ہونے سے قابل اعتراض ہے۔ پس حضرت مرزا صاحب کو خدا اور خدا کا بیٹا صرف توحید کے لحاظ سے اور موحد کے معنوں میں کہا گیا۔ کیونکہ خدا خود یا اس کا بیٹا کہلانے والا اس کی توحید کا مخالف نہیں ہو سکتا۔

ایک اور نکتہ

کوئی انسان اپنے باپ اور اپنے نفس کا مزدور نہیں کہلاتا۔ بلکہ گہرے ذاتی تعلقات کی وجہ سے مزدور اور ملازم کی نسبت کو اپنے لئے پسند بھی نہیں کرتا۔ مثلاً کوئی شخص اپنے لئے یا اپنے باپ کے لئے خواہ کس قدر بھی محنت اور کام کرے۔ اور اپنے اور اپنے باپ کے مزدوروں اور نوکروں سے بڑھ کر بھی کرے۔ اور جب مزدوروں کو مزدوری اور ملازموں کو تنخواہ ملے۔ تو اس سے یہ امر دریافت کرنے پر کہ تمہارے اور تمہارے باپ کے نوکروں اور مزدوروں کو یہ مزدوری ملی۔ تمہیں کس قدر مزدوری دی گئی۔ کیونکہ تم بھی مزدوروں کے ساتھ انہی کی طرح کام اور محنت کرتے رہے ہو۔ تو بیٹا اپنے باپ کے لئے اپنے آپ کو مزدور یا ملازم کہلانے کے متعلق اپنی ہتک تصور کریگا۔ کیونکہ بیٹے کو اپنے باپ سے ایسا گہرا تعلق ہے۔ کہ اگر وہ اپنے باپ کا کام مزدوروں اور ملازموں سے ہزارہا حصہ بڑھ کر بھی کرے۔ تب بھی اس کے دل میں مزدوروں کی طرح مزدوری لینے کے متعلق کچھ بھی خیال نہیں آسکتا۔ کیونکہ وہ ایسے خیال کو اپنے لئے باعث ہتک سمجھتا ہے۔ پس اس معنے کے لحاظ سے بھی اس آیت میں یعنی فاذکروا اللہ کذکرکم اباءکم او اشد ذکرا میں اشارہ پایا جاتا ہے۔ کہ خدا کے ساتھ آبا کا سا تعلق پیدا کرو نہ مزدوروں اور ملازموں کا سا۔ اور خدا کے دین کا کام اسی طرح کیا کرو جس طرح بیٹا باپ کا کام بوجہ تعلق قرابت کرتا ہے۔ نہ بطور مزدوری کے۔ اور مزدوری کے طور پر دین کا کام کرنا اور ملازموں کی طرح خدا کے احکام کی بجا آوری کرنا ایک محجوبانہ کارروائی ہے۔ جو لوگ عارف ہیں۔ اور نحن اقرب الیہ من حبل الورید

کے راز پر اطلاع پانے سے سب قرابت والوں اور روحانی اور خونی رشتہ داروں سے خدا کو اپنے لئے اقرب یقین کرتے ہیں۔ وہ تو اپنا کام خدا کے لئے اسی طرح کرینگے۔ جس طرح بیٹا اپنے باپ کا کام بوجہ تعلق قرابت کرتا ہے۔ نہ بغرض محنت و مزدوری۔ چنانچہ ایسے ہی عارفوں کی نسبت اللہ تعالےٰ سورۂ واللیل میں فرماتا ہے۔ وما لاحد عندہ من نعمۃ تجزیٰ الا ابتغاء وجہ ربہ الاعلےٰ ولسوف یرضیٰ۔ یعنی کسی عارف انسان کے کاموں کی جزا میں خدا کے پاس کوئی ایسی نعمت نہیں جسے بطور جزا کے عارف کو دیکر اسے خوش کیا جائے۔ کیونکہ اس کا مقصد اس سے بالاتر ہے۔ یعنی یہ کہ ربّ اعلےٰ کی رضا اسے حاصل ہو جائے۔ سو حصول رضاء کا مقصد اسے ضرور ملیگا جس سے وہ خوش ہو جائیگا۔ یہ وہی مقام ہے۔ جو بیٹے کے لئے باپ کی رضا کا ہے نہ باپ سے مزدوری کے طور پر کچھ حاصل کرنیکا۔ ورزقنا اللہ ھذا المقام۔

حضرت مسیح کا نزول باجلال

پادری صاحب کا یہ کہنا۔ کہ مرزا صاحب مسیح کے نزول باجلال کے قائل ہیں۔ اس کے جواب میں عرض ہے کہ کیا اس مسیح کے نزول کے قائل تھے۔ جسے براہین احمدیہ کے بعد حضرت مرزا صاحب زندگی کے آخری ایام تک اپنی تمام تحریروں اور تقریروں میں فوت شدہ ثابت کرتے رہے۔ اور علماء کی طرف سے آپ پر اس وجہ سے بھی کہ آپ مسیح کی حیات اور اس کے نزول جسمانی کے قائل نہیں۔ کفر کے فتوے لگائے گئے۔ اور نہ صرف علماء اسلام ہی بلکہ پادریوں کا گروہ بھی اسی بنا پر ناراض رہا۔ اور اب تک ناراض ہے۔ اگر نہیں۔ تو پھر معلوم نہیں پادری سلطان محمد نے نزول مسیح کے متعلق حضرت مرزا صاحب کے قائل ہونے کا ذکر کیوں پیش کیا۔

۵ اگر قائل ہونے کا یہ مطلب ہے۔ کہ پہلے قائل تھے۔ پھر کیوں قائل نہ رہے۔ تو اس کا جواب حضرت مرزا صاحب کی کتاب اعجاز احمدی کے صفحہ ۶، ۷ پر اور حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۴۹ پر ملاحظہ فرمائیں۔ وہاں اس کی شرح طور پر وجہ تحریر فرمائی ہے۔ اور یہ اسی طرح کا قائل ہونا ہے جس طرح حضرت مسیح ابن داؤد کہلا کر ایک عرصہ تک اس بات کے قائل رہے۔ کہ میں داؤد کے تخت کا وارث اور داؤد کی طرح دنیوی حکومت اور سلطنت حاصل کروں گا چنانچہ آپ کے اس طرح قائل ہونے کی وجہ سے آپ کے حکم سے بیچارے حواریوں نے کپڑے بیچ بیچ کر تلواریں خریدکیں۔ لیکن بعد میں آپ نے اس کے خلاف ظاہر کیا۔ اور فرمایا۔ میری بادشاہت آسمانی ہے۔ یعنی دینی اور روحانی نہ دنیوی اور ظاہری۔ اور اس تبدیلی سے آپ بعد میں اس بات کے قائل نہ رہے۔ جس کے آپ پہلے ایک عرصہ تک قائل رہے۔

اسی طرح ملاکی نبی کی پیشگوئی کے متعلق آپ دوسرے یہودیوں کی طرح پہلے اسی بات کے قائل تھے۔ کہ آنے والا ایلیا آسمان سے اُترنے والا ہے۔ اور نزول جسمانی ہوگا لیکن بعد میں آپ اس بات کے قائل نہ رہے۔ اور عقیدہ کو بدل لیا۔ اور آنیوالے ایلیا سے مراد آپ نے یوحنا بپتسمہ دینے والا سمجھ لیا جس کی بنا پر یہود آپ کے سخت مخالف ہو گئے۔ پس اگر مسیح کی یہ باتیں پادری صاحب کے نزدیک قابل اعتراض نہیں۔ تو اسی طرح کی باتیں دوسروں کی کیوں قابل اعتراض نظر آتی ہیں۔ کیا عیسائیوں کے پاس اپنے لئے اور دوسروں کے لئے دو الگ الگ اور مختلف حیثیت کے پیمانے ہیں۔ کہ دوسرے کی آنکھ کا تنکا دیکھ سکتے ہیں۔ لیکن اپنی آنکھ کا شہتیر انہیں نظر نہیں آتا۔ اور کیا یہ انصاف نہیں۔ کہ جس پیمانہ سے وہ اپنے قول و فعل کا موازنہ کرتے ہیں۔ اسی پیمانہ سے دوسرے کے قول و فعل کو بھی ماپا کریں؛

امید ہے۔ کہ پادری صاحب کے اعتراضات کے لئے جواب پیش کردہ کافی ہونگے؛ واٰخر دعوٰینا ان الحمد للہ ربّ العالمین ہ والصلوٰۃ والسلام علےٰ نبینا و رسولنا محمد رحمۃ للعالمین ہ

(الراقم ابوالبرکات غلام رسول راجیکی)

نبوّت رحمت ہے

پیغام صلح کے ایک گذشتہ پرچہ میں "علاقہ منٹگمری میں ایک مستقل نبی" کے عنوان سے ایک مضمون نکلا ہی جسمیں مضمون نگار نے ایک مکالمہ حوالہ قلم کرتے ہوئے خواہ مخواہ جماعت احمدیہ پر استہزاء کیا ہے۔

مضمون نگار کو واضح رہی۔ آپکا یہ خیال بالکل غلط ہی۔ کہ ہم نے نبوت کا دروازہ کھولکر بہت سے لوگوں کو گمراہ ہو جانیکا موقعہ دیا۔" نبوت کا دروازہ کھلنا تو دنیا کیلئے رحمت کا باعث ہی۔ اور اگر آپکے خیال کے مطابق لعنت ہی تو پھر آپکا شکوہ خدا تعالیٰ سے ہونا چاہیئے جس نے ایسا دروازہ ہر زمانہ میں کھولا نبوت تو خدا تعالیٰ کی رحمت ہی جسکا دروازہ وہ خود ہی کھولتا ہی۔ جیسا کہ فرمایا۔ اللہ یعلم حیث یجعل رسالتہٗ اور جس کے کھلتے ہی آپ جیسے بہتیرے شپر چشم کفر کی عمیق گہرائیوں میں جا چھپا کرتے ہیں۔ ہم تو نبوۃ کو خدا تعالیٰ کا فضل اور دنیا کے لئے رحمت آلہی سمجھتے ہیں۔ پس یہ تشکر کا مقام ہے۔ کہ آپنے ہمیں انبیاء کے ماننے والا قرار دیا۔ اور اپنے آپکو منکران نبوت کی ذیل میں کھڑا کیا۔ آپکا خیال کوئی نرالا خیال نہیں۔ لن یبعث اللہ من بعدہٖ رسولا۔ پہلے بھی بہت سی قومیں گذری ہیں۔ جو منکران نبوۃ نے اپنے انکار کیوجہ یہی بتائی ہی۔ کہ نبی تو کوئی آ ہی نہیں سکتا۔ پس یہ آپکے لئے مقام فکر ہے۔ کہ آپ نے اس نبوۃ کے دروازہ کو جسے سارا قرآن کھول رہا ہے۔ اپنے اوپر بند کر کے نہ صرف موجودہ لوگوں کو بلکہ اپنی آیندہ آنیوالی نسلوں کو بھی اس نور سے محروم کرنیکی کوشش کی۔ استہزاء ایک سہل امر ہے۔ لیکن کسی نبی کو پا کر اسے شناخت کر لینا ایک دشوار گذار گھاٹی ہے۔ جسے سوائے خدا کے فضلوں کے عبور نہیں کیا جا سکتا۔ اور آپ جیسے بہت ہیں جو ایک دو منزل ہی چلکر رہ جاتے ہیں۔ آپ اور آپکے ہم مشرب آج تک نبی اللہ پکارتے چلے آتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کہتے کہتے زبان سوکھتی تھی۔ جب نبی ہی نہ تھا۔ تو خلیفہ کیسا۔ پس مقام غور ہی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوۃ اظہر من الشمس ہے۔ اور آپ لوگوں پر کافی حجت ہو چکی ہی۔ لیکن اگر کوئی ڈھٹائی سے انکار کرتا جائے تو اس کا علاج ہمارے پاس کچھ نہیں۔ مثال کے طور پر ایک ذاتی واقعہ عرض ہے۔ اگست ۱۹۲۸ء شملہ کا ذکر ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کی خدمت میں بندہ نے حضرت اقدس کی چند عبارتیں دعویٰ نبوۃ کے متعلق پیش کیں۔ اور ایک مجمع کی موجودگی میں پیش کیں۔ اور انکا حل چاہا۔ کچھ دیر تو مولوی صاحب محکمات اور متشابہات کے طور پر ان عبارتوں کو حل کرنے کی کوشش کرتے رہی لیکن جب دیکھا۔ کہ یہ اس طرح حل نہیں ہوتیں۔ تو جلال میں آکر فرمانے لگے۔ اگر حضرت صاحب کی تحریروں سے یہ ثابت ہو جائے۔ کہ وہ نبی اللہ ہیں۔ تو میں انکو چھوڑ دونگا۔ اور مسیح موعود یا مجدد بھی نہیں مانونگا؛

سبحان اللہ کیا عمدہ ایمان ہی۔ بجائے اس کے کہ فرماتے اگر ثابت ہو گیا تو میں مان لونگا۔ فرماتے ہیں۔ نبوۃ ثابت ہونے پر مسیح موعود اور مجدد بھی ماننے سے انکار کر دونگا۔ پس آپ ان لوگوں میں سے ہیں۔ جو کسی بات کے ثابت ہونے پر بھی ایمان کی نسبت کفر کو ترجیح دیتے ہیں۔ اسلئے آپ استہزاء نہ کریں۔ تو اور کیا کریں۔

رہا یہ سوال۔ کہ کسی شخص نے مستقل نبوۃ کا دعویٰ کیا ہی۔ اس کا حل تو بہت سہل ہی۔ نبوۃ مستقلہ کے لوازمات اسمیں پائے جاتے ہونگے۔ کوئی قوم خدا نے سونپی ہوگی۔ کوئی کتاب نازل ہوئی ہوگی۔ کچھ پہلی شریعت منسوخ کچھ نئی جاری کی ہوگی۔ پس دنیا خود دیکھ لیگی۔ اور گمراہی کی کوئی وجہ نہیں۔

روحانی بارش تو رحمت ہی رحمت ہے۔ لیکن زمین کی خاصیت پر اسکی لطافت کا انحصار ہے۔ پس ایسے لوگوں کا اعلان نبوۃ وغیرہ ہمارے لئے موجب حیرانی نہیں۔ بلکہ آپکے لئے موجب پریشانی ضرور ہے۔

بالآخر میں آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔ کہ انکار کی سپرٹ آپکے لئے اور آپکی نسلوں کیلئے قطعاً مفید نہیں۔ آج آپ نبی وقت کا انکار کر رہے ہیں۔ کل آپکی نسلیں مجدد ماننے سے بھی انکار کرینگی۔ اور حق و باطل کی تمیز سے بے بہرہ رہ جائینگی۔ پس نبی وقت کے انکار کا دروازہ کھولکر آپنے دنیا کو گمراہ کیا ہی۔ یا ہم نے نبی وقت کو مان کر؟ (خاکسار عبدالحکیم احمدی ہیڈ کوارٹر رائل ایر فورس شملہ)

"پیغام صلح" کا نفرت انگیز طرزِ تحریر

میری سمجھ میں یہ کبھی نہیں آیا۔ کہ اختلاف عقائد کی حدود مخالفت باہمی کی سرزمین پر کیوں ختم ہوں۔ اگر ہم میں سے زیادہ نہیں پچاس فیصدی بھی اختلاف اور مخالفت میں کوئی امتیازی خط کھینچ سکیں۔ تو دنیا کی آدھی سے زیادہ بدمزگیاں تلخیاں اور تلخ کامیاں آج ہی صلح و آشتی میں بدل سکتی ہیں۔ اور زیادہ افسوس کا مقام یہ ہے۔ کہ اس قسم کی بے عنوانیاں بظاہر سمجھدار طبقہ کی طرف سے زیادہ وقوع میں آتی ہیں۔

ابھی تھوڑے دنوں کا ہی ذکر ہے۔ ۲۳ر اپریل کے پیغام صلح کے بہرہ مراسلات میں "جہلم کے قادیانی سکرٹری کی دروغ بیانی" کے عنوان سے ایک صفحہ سے زیادہ کی مراسلت شائع ہوئی تھی۔ جس کے اکثر فقرے عام شریفانہ معیار سے بھی گرے ہوئے تھے۔ حالانکہ وہی مطلب دوسرے مہذب الفاظ میں ادا ہو سکتا تھا۔ ممکن ہے۔ راقم مراسلت نے اخبار الفضل کے ۵ار اپریل کے مضمون کے اس عنوان سے جو کہ "غیر مبائعین کی جہلم میں پے در پے ذلتیں تھا" رنجیدہ ہو کر ایسا لب و لہجہ اختیار کیا ہو۔ میرے نقطہ نظر سے یہ عنوان بھی کم غیر مہذب نہیں۔ لیکن بایں ہمہ گالیوں کا جواب گالیوں سے کبھی دیا جانا مناسب نہ تھا۔ اسی بنا پر میں نے ایڈیٹر صاحب پیغام صلح کو خصوصیت سے ادھر متوجہ کیا۔ مگر اس کا وہی حشر ہوا۔ جو اس قسم کی پہلی مراسلتوں کا ہوا تھا۔ یعنی اسے ردی کی ٹوکری میں ڈالدیا گیا۔ مجھے اس کا کچھ خیال نہ ہوتا۔ اگر ایسی کارروائی کسی اصول کے ماتحت ہوتی۔ لیکن نہیں۔ دو اصولوں پر عمل ہوتا ہے۔ جب کبھی میں نے الفضل یا اس کے کسی مضمون نگار کے لب و لہجہ کے خلاف پیغام صلح کو لکھا۔ وہ شائع کر دیا جاتا رہا ہے۔ لیکن جب "پیغام صلح" کے خلاف لکھا۔ تو وہ ردی میں ڈال دیا گیا یا وعدہ کر لیا گیا۔ کہ آئندہ اس کا لحاظ رکھا جائیگا۔

اس فرصت میں جس امر پر میں کچھ لکھنا چاہتا ہوں۔ وہ اس نوٹ کے متعلق ہے۔ جو "قادیانی جماعت سے ایک سوال" کے عنوان سے ۱۱ر جون کے پیغام صلح میں ایڈیٹر صاحب کے قلم سے نکلا ہے۔ بات صرف اتنی ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے ان دنوں نہرو رپورٹ۔ تحریکات کانگرس پر عام طور سے اظہار رائے فرمایا ہے۔ اور جناب وائسرائے کو بعض سیاسی مسائل حاضرہ کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اور ان سب میں مسلم حقوق کی حفاظت مدنظر تھی۔ اتفاق سے ۲ر جون کے وکیل میں اس مکتوب کا خلاصہ بھی میری نظر پڑا۔ جس میں جناب وائسرائے کو بعض اہم سیاسی مشورے دیئے گئے ہیں۔ انکو اول سے آخر تک دیکھ جانے کے بعد ہر ایک مسلمان کا دل بشرطیکہ وہ اس رائے سے اتفاق کرے۔ اور حد سے بڑھے ہوئے احرار کے زمرہ میں شامل نہ ہو۔ جذبات امتنان و تشکر سے لبریز ہو جانا چاہیئے۔ گویا کہ اس میں موجودہ مسائل کے متعلق عام اور متفقہ اسلامی پالیسی کی پوری اور زبردست تائید موجود ہے۔ لیکن ایڈیٹر صاحب پیغام صلح کے دل میں ان سب باتوں کو چھوڑ صرف ایک اور ایک یہ سوال پیدا ہوا۔ کہ "ہم حیران ہیں۔ جن لوگوں کے حقوق کی حفاظت کے لئے آجکل قادیانی جماعت پر خواب و خور حرام ہو رہا ہے۔ ان کو وہ مسلمان ہی نہیں سمجھتی۔ کیا وہ تمام مسلمان جو حضرت مرزا صاحب کو نہیں مانتے اور میاں صاحب کی بیعت سے آزاد ہیں۔ قادیانی جماعت کے نزدیک کافر نہیں ہیں" اور اس کے بعد "ہمارا مخلصانہ مشورہ" کے عنوان میں اسی نوٹ کے آگے یہ مشورہ دیا گیا ہے "حضرت میاں صاحب اپنی غلطی کو واضح طور پر تسلیم کرتے ہوئے غیر قادیانی مسلمانوں کو کافر سمجھنا چھوڑ دیں"۔

اس کے متعلق زیادہ وضاحت سے کہا جا سکتا تھا۔ مگر میں اسے تضیع اوقات سمجھتا ہوا نہایت مختصر طریق پر یہی عرض کروں گا۔ کہ حضرت میاں صاحب تو مسلمان ہیں۔ اگر کوئی ہندو یا دہریہ بھی ایک حق بات میں مسلمانوں کے حقوق کی حمایت پر آمادہ ہو۔ تو کیا اس سے بھی یہی کہا جائیگا۔ کہ تم تو مسلمانوں کو ملیکش اور ڈشٹ سمجھتے ہو۔ تمہیں ان کی حمایت کی کیا پڑی ہے۔ یا اگر حمایت ہی مقصود ہے۔ تو پہلے مسلمان ہو جاؤ۔ تب ان کی حمایت کرو۔ یا انہیں ملیکش سمجھنا چھوڑ دو۔ ایسی ذہنیت میری سمجھ سے ہمیشہ بالاتر رہیگی۔

دیکھنے والے دیکھینگے۔ کہ کسی مختلف العقیدہ شخص کیطرف سے حمایت کئے جانے پر اس قسم کا سوال پیدا کرنا کتنا مضحکہ خیز ہو گا۔ اور اس سے زیادہ مضحکہ خیز اس کا حل تلاش کرنا ہو گا۔ افسوس ہے۔ کہ میرے پاس اس وقت پیغام صلح کا وہ پرچہ موجود نہیں ہے۔ لیکن مجھے اچھی طرح سے یاد ہے۔ کہ اس میں ظفروال کے اذان کے معاملہ کے متعلق لاہور کے ایک جلسے کی روئداد ایڈیٹوریل کالموں میں شائع ہوئی تھی۔ اور اس میں ایک سکھ جوان کی حق پرستی اور شرافت کی بہت تعریف کی گئی تھی۔ جس نے برسر اجلاس یہ کہا تھا۔ کہ مسلمانوں کو اذان دینے سے بند کرنا سکھوں کا ایک جابرانہ فعل ہے۔ اور اگر وہ تشدد سے باز نہ آئے۔ تو وہ خود جا کر ظفروال میں اذان دیگا۔ اس پر ایڈیٹر صاحب نے اس جوان کی تعریف کے پل باندھ دیئے۔ اور واقعی اس کی جرأت قابل تعریف تھی بھی۔ لیکن یہ سمجھ میں نہ آیا۔ کہ اس وقت یہ سوال کیوں پیدا نہیں ہوا۔ کہ سکھ ہمیں معاف رکھیں۔ ہمیں ان کی حمایت کی ضرورت نہیں ہے۔ اور اگر وہ جوان حمایت کرتا ہے۔ تو کیا وہ خود مسلمان ہے۔ یا مسلمانوں کو سکھ سمجھتا ہے۔

میرا خیال تو یہ ہے۔ کہ جتنا اختلاف عقاید زیادہ ہو۔ اتنا ہی اپنے سے مختلف العقیدہ لوگوں کے ساتھ ہمدردی یا حق پسندی کا اظہار زیادہ شکرگزاری کے قابل ہونا چاہیئے۔

جہاں ایڈیٹر صاحب پیغام صلح نے جیسا کہ وہ فرماتے ہیں "ہم حسن ظنی سے کام لیتے ہوئے تسلیم کرتے ہیں۔ کہ قادیانیوں کی اس کوشش اور دوڑ دھوپ کی اصل وجہ مسلمانوں سے ہمدردی اور اسلامی اخلاص ہی ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس لئے ہم حضرت میاں صاحب کو یہ مخلصانہ مشورہ دینگے۔ کہ وہ اپنی غلطی کو واضح طور پر تسلیم کرتے ہوئے غیر قادیانی مسلمانوں کو کافر کہنا چھوڑ دیں" حسن ظن سے کام لیا ہے وہاں اتنا حسن ظنی سے اور کام لیتے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی ان تمام کارروائیوں کو مسلمانوں کی حقیقی ہمدردی پر محمول کرتے۔ لیکن اگر حسن ظنی سے کام لینا بھی مقصود نہ تھا۔ تو کم سے کم یہی خیال فرما لیتے۔ کہ آخر مسلمانوں میں حضرت خلیفۃ المسیح کے مریدوں کی تعداد بھی لاکھوں تک ہے۔ انہوں نے اپنے مریدوں کے مفاد کی حفاظت کی خاطر یہ کیا ہے۔ اور اس طرح بالواسطہ دوسرے مسلمانوں کی حمایت کا پہلو بھی اس سے نکل آیا۔

میرا اپنا خیال ہے۔ کہ اگر زیادہ وسعت قلب سے کام لیا جاتا۔ تو یہ لکھنا چاہیئے تھا۔ کہ تمام مسلمانوں کو شکرگذار ہونا چاہیئے کہ باوجود اختلاف عقاید اور اصولی اختلاف عقاید کے بھی میاں صاحب نے جمہور مسلمانان ہند کے حقوق کی نہایت خوبی سے حمایت فرمائی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا۔ کہ دونوں جماعتیں اتحاد اور محبت میں اور قریب تر ہو جاتیں۔ مگر اب کیا کیفیت ہے۔ نفرت و حقارت کی خلیج پیغام صلح کے زیر بحث مضمون کو دیکھ کر اور وسیع ہو گئی۔ خدا ہم پر رحم کرے۔ (سید عبدالمجید از کبور تھلہ)

الفضل:- غیر مبائعین اپنا سب سے بڑا مقصد حضرت امام جماعت احمدیہ اور آپ کی جماعت کی مخالفت کرنا سمجھتے ہیں۔ اور اس وجہ سے ہر بات میں خواہ ان سے تعلق رکھتی ہو یا نہ ٹانگ اڑاتے رہتے ہیں۔ اس وقت جبکہ مسلمانوں پر سیاسی لحاظ سے نہایت نازک وقت آیا ہوا ہے۔ چاہئے تو یہ تھا۔ کہ یہ لوگ سیاسی معاملات

مستریوں کے مقدمہ بلوہ کی مفصل روئداد

(الفضل کے رپورٹر بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی کے قلم سے)

اس مقدمہ کے متعلق مختصر خبر گذشتہ پرچہ میں درج کی جا چکی ہے۔ جس میں عدالت کے فیصلہ کا ذکر ہے۔ اب تفصیلی کارروائی درج کی جاتی ہے۔ ایڈیٹر

وکیل ملزمان کی بحث

۲۸ رجون کو ملزمین کی طرف سے لالہ سنت رام صاحب وکیل گورداسپور نے بامداد مرزا عبدالحق صاحب وکیل و مولوی فضل الدین صاحب پلیڈر نہایت محنت اور قابلیت سے بحث کرتے ہوئے عدالت کو توجہ دلائی۔

ناقابل اعتبار شہادت

کہ گواہان عبدالرحمن مضروب ۔فیض اللہ۔ اور جمن کی شہادت کے متعلق میں زیادہ بحث کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ کیونکہ عدالت نے خود ہی ان کے بیانات کو ناقابل اعتبار اور ان کی سٹوری کو ناقابل قبول سمجھتے ہوئے چار ملزمین کو ڈسچارج کر دیا ہے۔

ملزمین کی اخلاقی جرأت

باقی ملزمین میں سے وزیر محمد صرف اپنے سچے بیان کی وجہ سے گرفتار بلا ہوا ہے۔ ورنہ اس کے خلاف کوئی شہادت موجود نہیں۔ اگر وہ انکار کر دیتا۔ تو اس کے خلاف کوئی ثبوت نہ تھا۔ مگر اس نے سچ بولنا اپنا مذہبی فرض سمجھا۔ اور اخلاقی اور روحانی جرم کا مرتکب ہونے کی نسبت دنیوی تکلیف برداشت کر لینا آسان سمجھکر سچ بولا۔ مولوی عبدالاحد اور سید احمد نے بھی اقبال جرم کیا۔ اور سچ بولا ہے۔ ان دونوں کے خلاف صرف کانسٹبل اللہ دتا کی شہادت ہے۔ کہ اس نے ان کو مضروب کے پاس کھڑے دیکھا تھا۔ مارتے نہیں دیکھا۔ لہذا میں عدالت کی توجہ اس خاص اخلاقی جرأت کی طرف پھرانا چاہتا ہوں۔ جو ان ہر سہ ملزمین نے مذہبی آدمی ہونے کی وجہ سے دکھلائی ہے۔

مضروب کی بدنیتی

لالہ سنت رام صاحب نے بحث کو جاری رکھتے ہوئے بیان کیا۔ یہ امر پایۂ ثبوت کو پہونچ چکا ہے۔ کہ عبدالرحمن مضروب گلی میں نہیں تھا۔ بلکہ وہ ضرور کسی خاص غرض سے کسی سوچی ہوئی سازش کے ماتحت مسجد کی غربی جانب کی سفید زمین پر محراب کے پاس کھڑا تھا۔ جیسا کہ گواہان صفائی مولوی محمد یار۔ مولوی مصباح الدین اور چودھری بشیر احمد کے بیان سے ظاہر ہے۔ اور کنسٹبل اللہ دتا کا بیان بھی ان کی تصدیق کرتا ہے۔ کہ اس نے مضروب عبدالرحمن کو مسجد کی غربی سفید زمین پر کھڑے دیکھا تھا۔ مولوی محمد یار کا اتفاقاً تھوکنے کی غرض سے اٹھنا اور عبدالرحمن مضروب کو کھڑے دیکھکر منع کرنا۔ چلے جاؤ۔ دور ہو جاؤ۔ دفع ہو جاؤ کہنا۔ مگر عبدالرحمن کا پھر بھی وہاں سے نہ ہٹنا۔ بتاتا ہے۔ کہ ضرور اس کی نیت میں فرق تھا۔ اور وہ کسی خاص ارادے سے وہاں آیا تھا۔ مولوی محمد یار کے ان الفاظ کی مولوی مصباح الدین اور چودھری بشیر احمد دونوں تصدیق کرتے ہیں۔ ان حالات میں طبعی بات ہے۔ کہ عبدالاحد کو اشتعال ہوا۔ کہ ایک شخص مداخلت بے جا کا مرتکب ہوتا ہے۔ اور منع کرنے سے بھی باز نہیں آتا۔ وہ جوش میں کود پڑتا ہے۔ اور عبدالرحمن کو ہٹانا چاہا۔ اور اس کوشش میں وہ ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہوئے اس سے ظاہر ہے۔ کہ عبدالرحمن مضروب اس وقت تک بھی جانے کے لئے تیار نہ تھا۔

سازش

لالہ سنت رام صاحب نے عدالت کو توجہ دلائی۔ کہ مضروب عبدالرحمن اخبار مباہلہ کا نام نہاد ایڈیٹر ہے۔ وہ جمعرات اور جمعہ کو جنوری فروری ۱۹۳۶ء کا ناپاک پرچہ اور ننگ انسانیت گندگی کا پلندہ شائع کرتا ہے۔ پھر عین جمعہ کی نماز کے وقت جبکہ احمدی جماعت اپنے امام کا خطبہ سن رہی ہے۔ اور جلد ہی امام جماعت احمدیہ نماز پڑھانے کے لئے محراب میں آنے والے ہیں۔ عبدالرحمن عین اس کھڑکی کے نیچے پہونچتا ہے۔ جہاں سے نہایت آسانی کے ساتھ اور بلا کسی مزاحمت کے امام پر حملہ کر کے نقصان پہونچایا جا سکتا ہے۔ پھر وہ اکیلا نہیں۔ اس کے ہم خیال جماعت احمدیہ کے دشمن مستریوں کے ملازم فیض اللہ کی موجودگی بھی وہاں ثابت ہے۔ اور فیض اللہ کے علاوہ ایک مجرم سزایاب آدمی جمن بھی جو خود نہیں۔ تو اس کا بھائی ردشن مستریوں کا ملازم ہے۔ ان تینوں کی وہاں موجودگی اور ان مخدوش حالات میں ان کا وہاں پایا جانا ضرور کسی سازش کا نتیجہ ہے۔ فیض اللہ کہتا ہے۔ اسے ۱۲ بجے کارخانہ سے چھٹی ہوئی۔ مگر وہ یہ نہیں بتاتا کہ ۱۲ بجے سے ۲ بجے تک دو گھنٹہ وہ کہاں رہا۔ نہانا چند منٹ کا کام ہے۔ سو اس سے صاف پتہ چلتا ہے۔ کہ یہ دو گھنٹہ کا عرصہ انہوں نے اس انتظار میں کسی خاص جگہ گذارا کہ احمدیوں کا خطبہ شروع ہو جائے۔ اور وہ ہر طرف سے غافل ہو لیں۔ تو وہ وہاں پہونچیں۔

یہ امر بھی قابل توجہ ہے۔ دو بجے نماز جمعہ کا وقت ہے احمدی اپنی مسجد میں جمع ہیں۔ اور غیر احمدی اپنی مسجد میں اکٹھے ہیں۔ مگر یہ تینوں اس وقت خاص میں مسجد اقصیٰ کے حدود کے اندر اور پاس پڑوس میں موجود ہیں۔

ایک بات اور بھی عدالت کی توجہ خاص کے قابل ہے اور وہ یہ کہ فیض اللہ اور جمن کہتے ہیں۔ کہ عبدالرحمن کو پٹتے انہوں نے دیکھا۔ مگر نہ تو انہوں نے اسے چھڑانے کی کوشش کی۔ اور نہ ہی حال پکار کر کے لوگوں سے مدد چاہی۔ بلکہ چپکے سے وہاں سے بھاگ گئے۔ فیض اللہ ایک آباد بازار میں سے ہو کر گھر کو گیا۔ جس میں ہندو سکھ اور غیر احمدی مسلمان دوکاندار رہتے ہیں۔ نہ بازار میں سے کسی سے اس واقعہ کا ذکر کرتا ہے۔ نہ گھر جا کر اور گھر سے مسجد ارائیاں جاتا ہے مگر وہاں بھی کسی سے ذکر نہیں کرتا۔

دوسری طرف جمن جائے وقوعہ سے بھاگ کر مسجد ارائیاں میں جاتا ہے۔ راستہ میں غیر احمدیوں کے مکانات ہیں۔ دکانات ہیں۔ سکھوں کے مکانات ہیں۔ مگر کسی سے ذکر نہیں کرتا۔

ان دونوں کا اس چشم دید واقعہ کو ظاہر نہ کرنا۔ بلکہ چھپانا بتاتا ہے۔ کہ ان کے دل مجرم تھے۔ اور چونکہ وہ ایک خفیہ سازش کر کے امام جماعت احمدیہ پر حملہ کر کے نقصان پہنچانا چاہتے تھے۔ اس لئے وہ نہ چاہتے تھے۔ کہ ان کا بھید کھلے۔ کیونکہ یہ بات ان کے لئے تکلیف کا باعث تھی۔

اسی پر بس نہیں۔ کہ انہوں نے عبدالرحمن کو پٹنے سے بچانے کی کوشش نہیں کی۔ شور بھی نہیں کیا۔ اور وہ تھانہ میں بھی اس کے ساتھ نہیں گئے۔ بلکہ وہ چاہتے ہی نہ تھے کہ تھانہ میں جائیں۔ اور گھروں جا چھپے۔ اور جب تک پولیس خود ان کو گھروں سے نہ لے گئی۔ وہ تھانہ میں واقعہ کی اطلاع کے لئے نہیں گئے۔

ان باتوں سے صاف پتہ چلتا ہے۔ کہ در حقیقت ان کے دل مجرم تھے۔ اور وہ اپنی بزدلی کی وجہ سے جو کہ سازش کی وجہ سے ان کے دلوں میں تھی۔ واقعہ کو بجائے ظاہر کرنے کے چھپانا چاہتے تھے۔

عبدالرحمن اور جمن اور فیض اللہ نے جو وجوہات اپنے اس طرف جانے کے بیان کئے ہیں۔ وہ بھی بالکل فضول اور بودے ہیں۔ اور انہوں نے اپنے بیان کا کوئی ثبوت پیش نہیں کیا۔ کہ واقعی وہ ان اغراض کے لئے اس طرف گئے تھے ان باتوں سے صاف ظاہر ہے۔ کہ ان کی کہانی سراسر غلط اور بناوٹی تھی۔ اور بات دراصل وہی تھی جس کے متعلق میں نے واقعات سے ثابت کیا ہے۔ کہ یہی درست سٹوری ہے۔

مضروب کی بہانہ سازی

رہے مضروب کے زخم سو وہ ڈاکٹری معائنہ کی رو سے سارے کے سارے خفیف اور بالکل معمولی ہیں۔ بلکہ صاحب سول سرجن بہادر گورداسپور کی شہادت بتاتی ہے کہ مضروب جو ٹانگ کے زخم کی وجہ سے بہت درد کی شکایت کرتا تھا۔ وہ اس کی بہانہ سازی اور چھلاپن تھا۔

وکیل استغاثہ کی تقریر

اس کے بعد وکیل استغاثہ پنڈت فقیر چند صاحب کورٹ سب انسپکٹر نے اپنے دلائل بیان کئے۔ تائید استغاثہ میں انہوں نے جو دلائل دیئے۔ وہ ان کا فرض منصبی تھا۔ لیکن اپنی بحث ختم کرتے ہوئے انہوں نے تسلیم کیا۔ کہ اس میں شک نہیں۔ خلیفہ صاحب نے اپنے مقام اور منصب کے لحاظ سے اس موقعہ پر نہایت قابلیت اور خوبی کا اظہار کیا۔ کہ لوگوں کو آگے بڑھنے سے روک دیا۔ اور تاکید کی۔ کہ کوئی نہ جائے۔ اور جو جا چکے ہیں۔ واپس آئیں۔ ورنہ ایسے حالات میں کہ اخبار مباہلہ شایع ہو چکا تھا۔ اور جماعت احمدیہ کو اس کی اشاعت سے روحانی تکلیف پہونچی تھی۔ قدرتی طور پر ان کے جذبات مشتعل تھے۔ کوئی خون ہو جاتا۔ بہر حال میں ان کے حوصلہ اور اس امن پسند سپرٹ کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ یہ جوش اور بھی بڑھ جاتا ہے۔ جبکہ ایک معمولی حیثیت کا آدمی اتنی بڑی شان کے لیڈر پر ایسے گندے حملہ کرے۔

آخر میں انہوں نے عدالت کو سزا کے متعلق اپنی تقریر میں توجہ دلاتے ہوئے بحث کو ختم کر دیا۔

فیصلہ

عدالت نے بحث سننے کے بعد ملزمان پر سے دفعہ ۱۴۷ اور ۳۲۳ کو اپنے فیصلہ میں رد کر دیا۔ اور زیر دفعہ ۳۲۳ فی کس لہ ۵۱ جرمانہ کیا۔ جس کے خلاف انشاء اللہ اپیل کی جائیگی۔

الفضل کے ریمارکس

بظاہر یہ جرمانہ کی سزا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس میں ہمارے بھائیوں کی فتح ہے۔ کہ وہ امن شکنی کے جرم سے بری ہو گئے۔ اور اب جس وجہ سے ان کو سزا ہوئی ہے۔ وہ ان کے لئے موجب شرم نہیں۔ بلکہ دینی غیرت اور حمیت کو ظاہر کرنے والی ہے۔

بہر حال اس مقدمہ کا ایک باب ختم ہو گیا۔ اس مقدمہ کی تاریخی حیثیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم اس بات کا خاص طور پر ذکر کرنا چاہتے ہیں۔ کہ مکرم شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی نے جس محنت اور شبانہ روز دوڑ دھوپ سے اس مقدمہ کی رپورٹنگ کا کام کیا ہے۔ وہ بہت شکر گذاری کے قابل ہے۔ گو انہوں نے اس مقصد سے بلند ہو کر اس خدمت کو سرانجام دیا ہے۔ مکرم شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی نے مقدمہ کی نگرانی اپنے فرض منصبی کے لحاظ سے کرنے میں اس پیرانہ سالی میں بہت ہمت سے کام لیا۔ اور جوانوں کی طرح وہ آگے بڑھے۔ مولوی فضل الدین صاحب پلیڈر نے جس محنت اور تندہی سے اس مقدمہ کی قانونی پیروی میں کام کیا ہے۔ اس کا اعتراف نہ کرنا ناشکر گذاری ہوگی۔ خدا تعالےٰ ان سب احباب کی ہمتوں میں برکت دے۔

بابو بسنت رام صاحب باوجودیکہ آریہ ہیں۔ لیکن ایک وکیل کی حیثیت سے اپنے موکلوں کے لئے قابل اعتماد انسان ہیں۔ پوری محنت اور کوشش سے اپنا فرض سرانجام دیتے ہیں۔ ہم ان کے بھی شکر گذار ہیں۔ مکرم جناب مرزا عبدالحق صاحب احمدی وکیل کی قربانی اس معاملہ میں بے نظیر ہے۔ ان کے لئے اس مقدمہ کی پیروی بہت نازک مرحلہ تھا مگر انہوں نے اپنے اخلاص کا بے نظیر ثبوت دیا ہے۔ اور بہ حیثیت وکیل پوری محنت سے اس کام کو سرانجام دیا۔

احباب سے گذارش

میں احباب کرام سے اپنے حالات لکھکر بھیجنے کی متعلق گذارش شایع کرا چکا ہوں۔ اس کے متعلق یہ بات خاص طور پر مدنظر رکھی جائے۔ کہ احباب حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اپنے ذاتی تعلقات اور سنے ہوئے کلمات طیبات اور حضور کے خوارق بھی جو مشاہدہ کئے ہوں اپنے اپنے سوانح حیات احمدیت میں لکھیں۔

خاکسار

محمد فضل خان احمدی۔ ڈاکخانہ چنگا بنگیال ضلع راولپنڈی

دیکھئے انگریزی کتنی آسان ہوگئی

منشی غلام جیلانی صاحب احمدی رئیس و پریذیڈنٹ پورٹ مین اینڈ لوئر گریڈ سٹاف یونین لاہور فرماتے ہیں۔ کہ جدید انگلش ٹیچر واقعی ایک نادر کتاب ہے۔ معمولی لکھا پڑھا انسان تھوڑے عرصہ میں خاص قابلیت پیدا کر سکتا ہے۔ چند یوم کی محنت سے مجھے بہت فائدہ حاصل ہوا ہے۔ فاضل مصنف کو خدا اجر اجر دے۔ جس کی کتاب سے انگریزی سیکھنے والوں کی بہت سی مشکلات رفع ہوگئیں۔ جناب محمودہ اختر صاحبہ بنت خواجہ محمد عباد اللہ صاحب بی۔ اے تحصیلدار پاکپٹن فرماتی ہیں۔

اگر ایک لائق استاد کا کام نہ دے۔ تو کل قیمت معہ محصولڈاک واپس۔

"جدید انگلش ٹیچر قابل قدر تالیف ہے۔ پردہ دار گھروں میں اردو دان لڑکیاں اگر انگریزی سیکھنا چاہیں۔ تو اس سے بہتر استاد نہ ملے گا۔"

قیمت ڈیڑھ روپیہ علاوہ محصولڈاک جو اس کی گونا گوں اور بے نظیر خوبیوں کے لحاظ سے کچھ بھی نہیں۔ کتب فروشوں کو معقول کمیشن۔

قمر برادرز (الف) شملہ

آم کھائیے!

فصل شروع ہوگئی۔ فرمائشات معہ پیشگی جلد ارسال کریں۔ ثمرہائے انبہ۔ زعفرانی بمبئی۔ سفیدہ لنگڑا۔ اکبر پسند۔ کرشن بھوگ وغیرہ چیدہ اور بڑے دانے فیصدی سات (۷) روپیہ فی پچاس چار روپیہ (للعہ) محصول ریلوے پیکنگ وغیرہ علاوہ۔

نوٹ:۔ آموں کے دس روز تک تر و تازہ اور راستہ میں چوری سے محفوظ رہنے کی گارنٹی ہے۔ **اطلاع**۔ اگر باغات کیلئے عمدہ اور سندی قلموں کی ضرورت ہو تو ایک آنہ کا ٹکٹ بھیجکر فہرست مفت طلب کریں۔

سپرنٹنڈنٹ نواب گارڈن نمبر ۱۵۔ دربھنگہ۔

زمیندار احباب کیلئے نادر موقعہ

ایک چاہ جو کہ حضرت میاں بشیر احمد صاحب کی فارم کے متصل ہے ٹھیکہ پر دینے کی ضرورت ہے۔ اراضی ۱۸ گھماؤں ہے۔ کنوؤں پر دو رہٹ لگے ہوئے ہیں۔ معاملہ عہ فی گھماؤں ہوگا۔ مالک کافی ضمانت ملنے پر ایک اونٹ اور دو جوڑی بیل نصف قیمت پیشگی لیکر باقی بعد میں ادائگی کی شرط پر دیدیگا۔ ٹھیکہ پانچ سال کیلئے ہوگا۔ جو زمیندار احباب قادیان میں رہائش کے خواہشمند ہیں۔ انکے لئے نادر موقعہ ہے۔ جلد درخواستیں ارسال کریں نیز اس چاہ کے متصل لائن سے پار ایک اور چاہ ٹھیکہ پر دیا جاتا ہے۔ اس کا معاملہ عہ فی گھماؤں ہوگا۔ کل ۱۲ گھماؤں اراضی ہے۔ (خاکسار: میاں محمد عبداللہ خان) کوٹھی دار السلام قادیان دارالامان

قابل غور مشورہ

میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک عرصہ سے ہومیوپیتھک ڈاکٹری کی پریکٹس کر رہا ہوں۔ لہذا جس کسی احمدی بھائی کو کسی مرض یا علاج کے متعلق مشورہ کرنا ہو۔ تو جواب کے لئے صرف ایک آنہ کا ٹکٹ روانہ فرما کر مجھ سے مشورہ کر سکتے ہیں۔ دوائیں بھی بشرط طلب حتی الامکان ارزاں اور بہترین روانہ کی جاتی ہیں۔ ضرور تمند احباب شمٹم چارٹ طلب فرمائیں۔ اگر ڈاکٹر صاحبان فائدہ حاصل کرنا چاہیں۔ تو کلکتہ کے نرخ پر ہم سے ہر قسم کی ادویات طلب کریں۔ بعض امراض کی مجرب ادویات ہر وقت تیار رہتی ہیں۔ **المشتہر**

ڈاکٹر بشیر احمد احمدی
ایم۔ ڈی۔ ایچ۔ ایم۔ ڈی۔ سی۔ ایچ۔ ایچ۔ ڈی۔ ایس۔ سی۔ تمغہ جات طلائی یافتہ۔ طلاق محل کانپور

دماغی کام کرنیوالوں کو مژدہ

اپنی دماغی تر و تازگی کو برقرار رکھو اور بڑھاؤ۔ یہ بات دعاؤں ٹانکوں سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ بمصداق العقل السلیم فی الجسم السلیم صحت جسمانی کے قیام اور طاقت جسمانی کے ازدیاد سے حاصل ہوتی ہے۔ انکے بغیر تم کوئی دینی کام بھی انجام نہیں دے سکتے۔ اسکے لئے رسالہ ورزش جسمانی ملاحظہ فرمائیے۔ جو ہر عمر و جسمانی حالت کے لحاظ سے

انعامی ادویہ
عطر اور تیل

انعام:۔ ہم اپنے گاہکوں کو ہر ماہ قرعہ کے ذریعہ سے پانچ تین اور دو روپے کی جو چیز بھی وہ پسند کریں۔ انعام کے طور پر دیتے ہیں۔ آپ فوراً آرڈر بھیجدیں شاید اس ماہ کا انعام آپکو ہی ملجائے۔

کنارسی رونس:۔ نہایت بیش قیمت کشتہ اور ادویہ سے مرکب دوائی ہے۔ سردی اور گرمی میں یکساں استعمال ہو سکتی ہے۔ دماغ کو طاقت دیتی ہے۔ آواز کو صاف کرتی ہے۔ رنگ نکھارتی ہے دلکو فرحت بخشتی ہے۔ جسم کو مضبوط کرتی ہے۔ بھوک لگاتی ہے۔ اور کھانا ہضم کرتی ہے۔ تمام قسم کی مردانہ کمزوریاں کا بے نظیر علاج ہے۔ اور اس کے متعلق ہر قسم کے امراض کی تیر بہدف دوا ہے۔ عورتوں کی جملہ امراض میں مفید ہے۔ ایام میں درد۔ کثرت یا قلت حیض۔ حمل کا ٹھیرنا یا اسقاط ہو جانا۔ بچہ کا کمزور پیدا ہونا سب امراض کے لئے فائدہ بخش ہے۔ افسردگی۔ خفقان۔ وہم۔ کام سے نفرت۔ ان سب تکلیفوں کا علاج ہے۔ اس کے استعمال سے عورتوں کا دودھ بڑھتا ہے۔ اور بچہ مضبوط پیدا ہوتا ہے۔ پرانا نزلہ اور بخار کے لئے نہایت مفید ہے۔ تھکان کو دور کرتی ہے بینائی کو طاقت دیتی ہے۔ جسم کو مضبوط کرتی ہے۔ قیمت باوجود سب خوبیوں کے دو روپے فی شیشی ہے معہ محصولڈاک۔ تین شیشی ۵ؔ اور چھ شیشی ۱۰ؔ

سرمہ نورانی:۔ آنکھوں کی جملہ امراض میں مفید ہے۔ ککرے۔ بصارت کی کمزوری۔ آنکھوں کی سرخی۔ دھند۔ جالا۔ شب کوری۔ ناخنہ۔ زخم۔ پانی کا بہنا سب امراض میں مفید ہے قیمت ۲ روپے فی تولہ۔

دلکشا سنون:۔ دانتوں اور مسوڑوں کی خرابی کو آجکل کی تحقیقات میں نصف بیماریوں کا موجب قرار دیا گیا ہے۔ اور یہ ہے بھی درست۔ تبھی تو مذہب نے بھی مسواک پر اس قدر زور دیا ہے۔ دلکشا سنون دانتوں کی صفائی۔ مسوڑوں کی مضبوطی خون کو روکنے۔ منہ کی بدبو کا ازالہ اور دانتوں کے ہلنے اور ان کے کیڑوں کے دور کرنے کے لئے اور درد دندان کے لئے مفید ہے قیمت فی شیشی عمر

دلکشا کریم۔ منہ اور ہاتھوں کو نرم رکھنے۔ رنگ کو نکھارنے۔ جلد کے پھٹنے۔ داغوں۔ دانوں تلوں اور چھائیوں کا یونانی علاج ہے۔ قیمت فی شیشی عمر

دلکشا ہیر آئل:۔ بالوں کی صحت کا خیال نہ صرف عورتوں کے لئے ضروری ہے۔ بلکہ مردوں کیلئے بھی۔ دلکشا ہیر آئل نہ صرف بالوں کو خوبصورت۔ ملائم۔ اور لمبا کرتا ہے۔ بلکہ یہ دماغی کمزوری کیلئے بھی مفید ہے پس عورت اور مرد اس سے یکساں فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ تیل سائنٹیفک اصول کے ماتحت بادام روغن زیتون اور دوسرے تیلوں کو ملاکر قیمتی ادویہ سے تیار کیا گیا ہے۔ اور خوشبو کے لحاظ سے بھی بہت عمدہ ہے۔ قیمت ۲ؔ فی شیشی۔ تین شیشی کے خریدار سے بجائے ساڑھے سات روپے کے سات روپے وصول کئے جائیں گے۔

دلکشا عطر:۔ ہمارے کارخانہ میں ہر قسم کے عطر نئی طرز پر تیار کئے جاتے ہیں۔ ان عطروں کے بنانے میں یہ کوشش کی گئی ہے۔ کہ عطر کی خوشبو پھول کے مشابہ ہو۔ ۱۲ؔ سے لیکر آٹھ روپے تولہ تک ہر قسم کے عطر مل سکتے ہیں۔ آرڈر دیکر خود ہی ہمارے عطروں کی خوبی کا تجربہ کر لیں۔ فہرست دو پیسے کا ٹکٹ آنے پر ارسال ہوگی۔

نوٹ۔ جو احمدی ڈاکٹر سند یافتہ ہونگے۔ انکو دوائیوں کے نمونے مفت بھیجے جائیں گے۔

ملنے کا پتہ
مینیجر دلکشا پرفیومری کمپنی قادیان پنجاب۔

ہندوستان کی خبریں

——— الہ آباد۔ یکم جولائی۔ پنڈت موتی لال نہرو اور ڈاکٹر سید محمود نے اپنے مقدمہ کی کارروائی میں حصہ لینے سے انکار کر دیا۔ آج ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے انہیں چھ چھ ماہ قید محض کی سزا دیدی ؛

——— لاہور۔ یکم جولائی۔ پنجاب پراونشل مسلم لیگ کی کونسل نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی۔ پنجاب پراونشل مسلم لیگ کی کونسل جداگانہ فرقہ دار حلقہ ہائے انتخاب کی بحالی اور فیڈرل نظام حکومت کے اصول کی قبولیت کا خیر مقدم کرتے ہوئے پرزور رائے کا اظہار کرتی ہے۔ کہ سائمن رپورٹ کی سفارشات سراسر فریب کارانہ اور ہندوستانیوں کے مطالبات بالخصوص مکمل صوبجاتی آزادی کے مطالبہ کو پورا کرنے سے بالکل قاصر ہیں ؛

——— بمبئی۔ ۲۸ر جون۔ آج دورلی جیل سے ایک سو چھیاسٹھ ستیہ گرہی قیدی رہا کر دیئے گئے۔ یہ سب کے سب دھارسانہ پر چھاپہ مارنے کے الزام میں گرفتار کئے گئے تھے ؛

——— بمبئی۔ ۳۰ر جون۔ ایک مرہٹی رضاکار جو ایسپلنڈ میدان کے جلسے میں مجروح ہوا تھا۔ خون کے بکثرت بہنے سے نازک حالت میں ہے۔ ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ اسے بچانے کے لئے اس کے بدن میں خون ڈالنے کی ضرورت ہے۔ ایک درجن سے زیادہ اشخاص نے جن میں ایک عورت بھی شامل ہے۔ اپنا خون پیش کیا۔ ڈاکٹر نے تین رضاکار منتخب کئے اور ان کا خون استعمال کیا ؛

——— لاہور۔ یکم جولائی۔ پانچواں شہیدی جتھا جس میں پچیس رضاکار شامل تھے۔ اور جو یکم جون کو جلیانوالہ باغ سے روانہ ہوا تھا۔ سرگودہ میں منتشر ہو گیا۔ جتھے کے تمام ارکان نے جتھے دار سمیت صدر پولیس سٹیشن میں جا کر معافی مانگ لی۔ اور ان میں سے اکثر نے کہا۔ کہ انہیں جتھے میں شامل کرنے کے لئے روزگار مہیا کر دینے کا وعدہ کیا گیا تھا۔ انہوں نے اپنے فعل پر افسوس کا اظہار کیا۔ اور وعدہ کیا۔ کہ آئندہ وہ کسی جتھے میں شریک نہ ہونگے ؛

——— محکمہ اطلاعات لاہور کی طرف سے ایک مختصر سا پمفلٹ شایع ہوا ہے۔ جو بال بھارت سبھا لاہور کے ایک کم سن ممبر راجپال کی اندوہناک وفات سے تعلق رکھتا ہے۔ اس میں لڑکے کی وفات کے متعلق لڑکے کے والد لالہ رام سہائے کا بیان اور بعض ڈاکٹروں کے بیانات درج کئے گئے ہیں۔ تمام بیانات کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ موت پانی میں ڈوبنے کی وجہ سے واقع ہوئی۔ لالہ شانتی لال۔ ایم۔ بی۔ ایس اور ڈاکٹر گنپتی لال دونوں نے بیان کیا کہ لڑکے کے جسم پر کوئی زخم یا کوئی اور نشان موجود نہ تھا۔

——— سری نگر کشمیر ۲۷ر جون۔ خفیہ پولیس کے ایک ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس مختلف مقامات پر ۱۹ر جون کو بم پھٹنے کے جو حادثات پیش آئے ان کی تفتیش کے لئے یہاں آئے ہوئے ہیں۔ آج انہوں نے حکومت ہند کے سپلائی اور ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ کے کلرکوں کے سرکاری کوارٹروں پر چھاپہ مارا کیونکہ ان میں ایک بنگالی کلرک رہتا تھا۔ اور اس کے پاس اس کے تین رشتہ دار ٹھہرے ہوئے تھے۔ تلاشی کے بعد کوئی قابل اعتراض چیز نہ تو کوارٹروں سے برآمد ہوئی۔ اور نہ ان بنگالیوں کی جامہ تلاشی سے۔ پولیس نے بیانات قلمبند کرنے کے بعد انہیں دو دو ہزار روپے کی ضمانت پر رہا کر دیا ؛

——— شملہ یکم جولائی۔ حکومت ہند نے وہ برقی پیغام جو ۲۸ر جون تک کی صورت حالات کے متعلق وزیر ہند کو ارسال کیا ہے۔ شایع کر دیا ہے۔ اس تار میں سرحد کی صورت حالات اور کانگریس کی سرگرمیوں کا ذکر ہے۔ اور آخر میں سائمن رپورٹ کے متعلق وزیر ہند کو اطلاع دی ہے۔ کہ کمیشن کی رپورٹ کی دوسری جلد کو عملی طور پر تمام ہندوستانی حلقوں میں غیر پسندیدگی کی نظر سے دیکھا گیا ہے۔ اور تجاویز کو ناکافی قرار دے کر ان کی عام مذمت کی گئی ہے ؛

——— الہ آباد۔ یکم جولائی۔ انسپکٹر مدارس الہ آباد نے کالجوں اور سکولوں کے ہیڈ ماسٹروں۔ پرنسپلوں اور منیجروں کے نام ایک سرکلر (گشتی مکتوب) جاری کیا ہے جس میں ان کو ہدایت کی گئی ہے۔ کہ اگر کسی طالب علم کے متعلق یہ باور کرنے کی وجہ ہو۔ کہ وہ کانگریس کا رضاکار اور کسی یوتھ لیگ یا غیر مصدقہ جماعت کا رکن ہے۔ تو اس کا داخلہ بند کر دیا جائے۔

——— بمبئی۔ ۳۰ر جون۔ پنڈت موتی لال کی گرفتاری کے خلاف پروٹسٹ کے طور پر بمبئی کی تمام تجارتی انجمنوں کی فیڈریشن کی سپیشل میٹنگ میں یہ فیصلہ ہوا ہے۔ کہ ایک طویل تجارتی ہڑتال کی جائے۔ کلکتہ کارپوریشن کا اجلاس بھی بطور پروٹسٹ ملتوی کر دیا گیا ہے ؛

——— پونہ۔ ۲۸ر جون۔ پونہ کنٹونمنٹ بورڈ میں ایک قانون منظور کیا گیا ہے۔ جس کے ماتحت فوجی افسروں نے چھاؤنی میں جلوس نکالنا یا پکٹنگ کرنا جرم قرار دیا ہے

——— پونہ۔ ۲۷ر جون۔ پونا میں ۱۰۰ اسلح پولیس کے سپاہیوں کی بٹالین بھرتی کی جارہی ہے۔

——— میمن سنگھ۔ یکم جولائی۔ پٹگانہ کے تمام ان ہندوؤں کو جن کے پاس بندوقیں ہیں۔ مجسٹریٹ نے حکم دیا ہے۔ کہ وہ انہیں واپس کر دیں ؛

——— شملہ۔ یکم جولائی۔ سر سندر سنگھ مجیٹھیہ کی زیر سرکردگی سکھوں کے ایک وفد نے گورنر پنجاب سے گفتگو کی۔ معلوم ہوا ہے۔ گول میز کانفرنس میں سکھوں کی کافی نمائندگی۔ گوردوارہ سیس گنج کے متعلق سکھوں کے جذبات اور سکھ نکتہ نگاہ سے سائمن رپورٹ پر رائے زنی کی گئی ؛

——— ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور نے تمام بنکوں کو ہدایت کی ہے۔ کہ ان تمام جماعتوں کا جو خلاف قانون قرار دی گئی ہیں۔ جمع شدہ روپیہ دو ماہ تک ان کے کسی نمائندہ کو ادا نہ کریں۔ یہ قدم اس لئے اٹھایا گیا ہے۔ کہ تا وہ زیادہ سرگرمی کے ساتھ پروپیگنڈا نہ کر سکیں ؛

——— بھاگلپور۔ یکم جولائی۔ پکٹنگ کرنے والے والنٹیروں کی گرفتاری سے مشتعل ہو کر ایک ہجوم نے پولیس پر حملہ کر دیا۔ اور پتھر پھینکے۔ ایک کانسٹبل اور ایک صوبیدار کو زیادہ زخم آئے ؛

——— ڈھاکہ۔ ۳۰ر جون۔ منشی گنج سب ڈویژن میں برقی خبر رسانی کے تار کاٹنے کے جرم میں آٹھ نوجوان گرفتار کئے گئے۔ منجملہ ان کے دو نے پولیس میں اقبال کیا۔ کہ وہ اس پارٹی کے رکن ہیں۔ جو حال ہی میں اس غرض کے لئے قائم کی گئی ہے۔ کہ سائمن رپورٹ کے خلاف احتجاج کے طور پر علاقہ کے ڈاک خانوں کو آگ لگا دی جائے ؛

——— اوٹاکمنڈ۔ ۳۰ر جون۔ گنٹور کے بعض مقامات پر گاندھی ٹوپی پہننے کی ممانعت کے جو احکام ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گنٹور نے نافذ کئے ہیں۔ ان کے متعلق سرکاری حلقوں میں دریافت کرنے سے پایا جاتا ہے۔ کہ یہ احکام گاندھی ٹوپیاں پہننے والوں کے مفاد کے لئے نافذ کئے گئے تھے۔ کیونکہ لوگ ایسی ٹوپیاں پہننے والوں پر حملہ کر دیتے تھے ؛

——— شملہ۔ ۲۸ر جون۔ نارتھ ویسٹرن ریلوے ایک سکیم پر غور کر رہی ہے جس کا مقصد جانوروں اور مویشی وغیرہ کے ریل کے سفر کو آرام دہ بنانا ہے۔ انہیں گرمیوں میں سخت تکلیف ہوتی ہے۔ اس مطلب کے لئے ایک کمیٹی مرتب کی جائیگی ؛

——— توقع کی جاتی ہے۔ کہ فسادات پشاور کے متعلق سلیمان تحقیقاتی کمیٹی کی رپورٹ اس ہفتہ میں شایع کی جائے گی ؛

——— پٹنہ۔ یکم جولائی۔ صوبہ کی جدید مجلس جمعیۃ العلماء

کے زیر اہتمام مسلمانوں کا ایک عظیم الشان جلسہ ۳۰ رجون کو منعقد ہوا جس میں ۱۲ ہزار مسلمان شامل تھے۔ اتفاق رائے سے یہ قرارداد منظور ہوئی۔ کہ مسلمانوں کو اس وقت متفقہ طور سے کانگریس کی تحریک میں شامل ہونے سے انکار کر دینا چاہئے۔ جب تک کہ ان کے ساتھ باعزت تصفیہ اور معاہدہ عمل میں نہ آجائے۔ سائمن رپورٹ کی مذمت کی گئی۔

——— لاہور۔ ۲ رجولائی۔ آج صبح چار بجے مسٹر ایم۔ اے۔ خان جنرل سیکرٹری ریلوے یونین زیر دفعہ ۱۰۷ گرفتار کر لئے گئے۔

——— ڈیرہ اسمٰعیل خان۔ یکم جولائی۔ فرنٹیئر ہندو سبھا نے ہز ایکسیلنسی وائسرائے ہند کے پرائیویٹ سیکرٹری کو ایک تار بھیجتے ہوئے سائمن رپورٹ کی مجوزہ آئینی تبدیلیوں پر نفرت و مذمت کا اظہار کیا ہے۔ اور کہا ہے۔ کہ یہ ہنود سرحد کے لئے خاص طور پر ضرر رساں ہیں۔ نیز انہوں نے اس بات پر زور دیا ہے۔ کہ گول میز کانفرنس میں ان کی مناسب نمائندگی ہونی چاہئے۔

——— تمام ہندوستان کی مجالس قانون ساز کے مسلم ارکان کی کانفرنس کا اجلاس ۴۔ ۵ اور ۶ رجولائی ۱۹۳۰ء کو شملہ میں منعقد ہوگا۔ آنریبل ملک فیروز خان نون تمام مندوبین کو ایٹ ہوم دینگے۔

——— ملتان۔ ۲ رجولائی۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کی پنچائت نے لوگوں سے کہا ہے۔ کہ وہ دو سال کا پانی اور مکان کا ٹیکس ادا کر دیں۔

——— شملہ۔ ۲ رجولائی۔ جب سے پریس آرڈی نینس کا نفاذ ہوا ہے۔ کانگریسیوں نے یہ شیوہ اختیار کر لیا ہے کہ سائیکلو سٹائل وغیرہ پر بلیٹن چھاپ کر شایع کرتے ہیں۔ اور ان کے لئے ڈکلریشن نہیں لیا جاتا۔ اب لارڈ ارون نے اس قسم کے بلا منظوری اخبارات اور پرچوں کی اشاعت کو مسدود کرنے کی غرض سے ایک جدید آرڈی نینس نمبر ۷ ۱۹۳۰ء کا نفاذ کر دیا ہے۔

——— لاہور۔ ۳۰ رجون۔ فری پریس کا نامہ نگار مقیم لنڈن اطلاع دیتا ہے۔ کہ باخبر حلقوں میں اس مشاورتی کانفرنس کے متعلق جو ہندوستان کی موجودہ صورت حالات پر غور کرنے کے لئے وزیر اعظم اور دیگر جماعتوں کے رہنماؤں کے درمیان ہوئی تھی۔ چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔ اس کانفرنس سے پیشتر مسٹر رامزے میکڈانلڈ نے ورزاء کے دو جلسوں میں صورت حالات پر غور کیا۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ اس مرتبہ وائسرائے کے اعلان کے ساتھ ۹ رجولائی کو وزیر اعظم بھی اعلان کرینگے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ اس اعلان میں بحث طلب امور کو درجہ نو آبادیات تک محدود نہ رکھا جائیگا اور یہ یقین دلایا جائیگا۔ کہ حکومت خود اختیاری کی کوئی معقول تجویز جو گول میز کانفرنس میں اکثریت پیش کریگی۔ منظور ہو جائیگی۔ ملک معظم ۸ رجولائی کو انڈیا ہاؤس کا افتتاح کرتے ہوئے ہندوستان میں برطانوی پالیسی کے مقاصد بیان کرینگے۔

——— الہ آباد۔ ۲ رجولائی۔ صوبجات متحدہ کی کونسل کے آئندہ اجلاس میں ایک تحریک پیش ہوگی۔ کہ سائمن رپورٹ کونسل کے لئے سراسر ناقابل تسلیم ہے۔ حکام کی طرف سے اعلان کیا جائے۔ کہ گول میز کانفرنس کا مقصد ہندوستان کے لئے درجہ مستعمرات کا ڈھانچہ تیار کرنا ہے گول میز کانفرنس میں سائمن رپورٹ پر غور و خوض نہیں ہونا چاہئے۔

——— سرگودھا۔ یکم جولائی۔ موجودہ شورش کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک انجمن حمایت امن کے نام سے قائم کی گئی ہے۔

——— کانگڑہ۔ یکم جولائی۔ کرنل مہاراجہ سرجے چند کی صدارت میں کانگڑہ میں موجودہ شورش کے مقابلہ کے لئے ایک امن سبھا قائم کی گئی ہے۔

——— شملہ۔ ۲ رجون۔ خان صاحب سید نور حسین شاہ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس پنجاب اسمبلی کے واچ اینڈ وارڈ آفیسر مقرر ہوئے ہیں۔

——— بغداد۔ یکم جولائی۔ ایک سرکاری اعلان میں برطانیہ اور عراق کے مجوزہ عہد نامہ کا عام خاکہ دیا گیا ہے۔ یہ عہد نامہ عراق کے جمعیت الاقوام کی رکنیت میں داخل ہونے پر نافذ العمل ہوگا۔ اس میں عراق کی کامل آزادی تسلیم کی گئی ہے۔ اندرونی تحفظ اور غیر ملکی حملہ آوروں کے خلاف مدافعت کی کامل ذمہ داری دی گئی ہے۔ لیگ میں داخلہ کے بعد عراق سے برطانی انتداب کا خود بخود خاتمہ ہو جائے گا۔ موصل اور حنیدی سے عہد نامہ کے نفاذ کی تاریخ سے پانچ سال کے اندر برطانی افواج واپس بلالی جائینگی۔ عہد نامہ کی میعاد ۲۵ سال ہوگی۔

——— لنڈن۔ ۳۰ رجون۔ دار العوام میں مسٹر بین نے کہا۔ سردست میں ان بیانات پر ذرا بھی اضافہ نہیں کرنا چاہتا۔ جو سائمن رپورٹ پر غور و خوض کرنے کی بابت مزید کارروائی سے متعلق ہیں۔ ابھی اس امر پر غور ہو رہا ہے۔ کہ سائمن رپورٹ کا ترجمہ غیر ملکی اور ہندوستان کی بڑی بڑی زبانوں میں کیا جائے۔

ممالک غیر کی خبریں

——— کولون۔ ۳۰ رجون۔ آج رات کو آخری فرانسیسی سپاہی بارہ سال کے قبضے کے بعد رائین لینڈ کو خیر باد کہے گا۔ رائین لینڈ کے باشندوں نے اپنی آزادی پر اظہار مسرت کرنے کے لئے عیش و عشرت کے جشنوں کا مکمل پروگرام مرتب کیا ہے۔ مارشل وان ہنڈن برگ ایک ہفتے کے لئے ۱۹ رجولائی سے رائین لینڈ کا دورہ کرینگے۔

——— انگورہ۔ ۳۰ رجون۔ حکومت ترکی نے حکومت ایران سے شکایت کی ہے۔ کہ کردوں کے دستوں نے ایران سے ترکی میں داخل ہو کر وہاں لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا ہے۔ اور باشندوں کو بغاوت پر اکسا رہے ہیں۔

——— نیویارک۔ ۳۰ رجون۔ برطانی قنصل خانے کے باہر دو ہزار اشتراکیوں نے ہندوستان میں برطانی "مظالم" کے خلاف زبردست نفرت و مذمت کا مظاہرہ کیا۔ پولیس نے لاٹھیوں۔ آگ بجھانے والے نلوں اور ایک قسم کے بم کے گولوں سے مظاہرہ کرنے والوں کو منتشر کیا۔ دوران فساد میں پولیس کا ایک شخص گر کر مجروح ہوگیا۔

——— شنگھائی۔ ۳۰ رجون۔ ایک حوالدار کو ترقی دے کر حوالدار میجر بنا دینے کے باعث ملایا کے جیلوں میں شورش برپا ہوگئی۔ اس پر ۴ مسلمان اور سکھ وارڈر برخاست کر دیئے گئے۔ اور سرغنہ گرفتار کر لیا گیا۔

——— ہوس آف کامنز کے تازہ اجلاس میں مسٹر ویجووڈ بین وزیر ہند سے دریافت کیا گیا۔ کہ آپ ہندوستان کا دورہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ آپ نے جواب دیا۔ کہ نہیں۔

——— لنڈن۔ یکم جولائی۔ سوموار کے روز ملک معظم نے جام صاحب نواں نگر اور مسٹر سٹینلے جیکسن کو شرف باریابی عطا کیا۔

——— مسٹر سکلاتوالہ سابق ہندوستانی ممبر پارلیمنٹ کی ممبری کے لئے مسٹر ویٹلے کی خالی نشست کے انتخاب میں بطور امیدوار کھڑے ہوئے تھے۔ مگر آپ کو پھر ناکامی ہوئی۔

——— شکاگو۔ ۳۰ رجون۔ مسٹر جان اور کینتھ ہنٹر دو بھائیوں نے ہوائی ہیاڑہ سٹی آف شکاگو میں ۲۰ روز تک مسلسل پرواز جاری رکھی۔ اور ایک لمحہ کے لئے بھی وہ نیچے نہیں اُترے۔

——— مسٹر ریزٹ جو فرانسیسی ماہر مالیات ہیں۔ ترکی میں پہونچ گئے ہیں۔ ان کے ساتھ حکومت ترکیہ نے ترکی ملازمت اختیار

(عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شایع کیا)